هو المعز

وبالوالدین احسانا

اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو

(قرآن)

عظمتِ والدین

یعنی

قرآن و حدیث میں والدین کی عظمت اور حسنِ سلوک کے احکام و ہدایات

نیز انبیائے کرام اور بزرگانِ دین کے سبق آموز واقعات و حکایات

مولفہ

مولانا الحاج قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری

اشاعت

سید الصوفیہ اکیڈمی تصوف منزل ہائیکورٹ

حیدرآباد ۲ آندھرا پردیش

سلسلہ دارالتصنیف صوفیہ نمبر (۲۲۳)

نام کتاب ——— عظمت والدین
مؤلف ——— مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری
کتابت ——— "اردو کمپیوٹر سنٹر"
——— 17-1-181/35 روبرو جامعہ عائشہ نسوان
——— داراب جنگ کالونی - مادنا پیٹ - حیدرآباد ۵۰۰۶۵۹ (اے - پی)
فون ——— 4413850
ٹائیٹل (اندرونی و بیرونی) ——— حافظ سید مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری
طباعت ——— او - ایس گرافکس - نارائن گوڑہ
اشاعت ——— سید الصوفیہ اکیڈیمی حیدرآباد
ایڈیشن سوم ——— ربیع الاول سنہ ۱۴۱۶ھ
قیمت ——— -/15

کتاب ملنے کے پتے

۱) 21-1-247 تصوف منزل قریب ہائیکورٹ حیدرآباد - ۲ - فون 562636
۲) 21-1-285 ایس - اے - اسٹیشنرس، قریب ہائیکورٹ حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۲
۳) حسامی بک ڈپو - مچھلی کمان ——— حیدرآباد
۴) ہلال پن اسٹور - گلزار حوض ——— حیدرآباد
۵) اسٹوڈنٹس بک ہاوز - چارمینار ——— حیدرآباد

تہدیہ

میرے مشفق والدین ماجدین حضرت سیدالصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری اور سیدہ ام الخیر فاطمہ صاحبہ علیہما الرحمۃ والرضواں کی ارواح مقدسہ کے حضور اپنی اس علمی کاوش کا نذرانہ پیش کرتا ہوں جن کی توجہ و شفقت، تعلیم و تربیت اور نوازش و عنایت نے مجھے عرفان وآگہی کا فیضان بخشا اور جس کی بدولت ہی میں بحمداللہ دین و ملت کی کچھ خدمت کے لائق ہوسکا۔

میری ہر کامیابی کا اعظمؔ ہے راز
حاصلِ شفقت و رحمتِ والدین

درویش خیر اندیش
قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری

فہرست مضامین

حامداً و مصلیاً

پیش گفت

عصری سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں محیر العقول نئی نئی ایجادات نے زندگی کو نہایت آرام دہ سہولت بخش اور حسین تر بنادیا ہے جس کی بدولت آج انسان مادی ارتقاء کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ چکا ہے لیکن مادیات میں ہم جس قدر عروج و ترقی حاصل کرتے جارہے ہیں اسی قدر تنزل و انحطاط روحانیات اور اخلاقیات میں پیدا ہورہا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ مغربی تعلیم و تہذیب کا دلدادہ ہمارا موجود معاشرہ ہمیں اسلام ناآشنا اور دین بیزار بناتا جارہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآنی کردار اور اسلامی اقدار سے ہم کوسوں دور صرف نام کے مسلمان بن کر رہ گئے ہیں۔

اسلام نے بڑوں بزرگوں کے ادب و احترام کا جو سلیقہ اور چھوٹوں اور مستحقین سے شفقت و مہربانی کا جو طریقہ سکھلایا ہے وہ ہم میں اب شاذ بلکہ عنقا ہوگیا ہے۔ خصوصاً والدین کی خدمت و طاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو ہماری نئی نسل بالکل نظرانداز کررہی ہے۔ بعض وقت تو بدبخت اولاد کی جانب سے ماںباپ پر دست درازی بلکہ انہیں قتل کردینے کے تک واقعات سنائی دیتے ہیں جب کہ ارشاد ربانی ہے کہ ماںباپ کو "اف" تک نہ کہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین سے گستاخی کو گناہ کبیرہ اور والدین پر ہاتھ اٹھانے والے کو قتل کا مستحق قرار دیا ہے اور ماںباپ کے قاتل کی نماز جنازہ پڑھنے کا شریعت میں حکم نہیں ہے۔ طرفہ تماشہ یہ کہ آج کا اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان طبقہ تک والدین کے حق میں اس قدر احسان فراموش اور بدسلوک بن گیا ہے کہ والدین کی نگہداشت کے لئے مغربی ممالک کے "HOME FOR THE AGED" یا "RESUCE HOMES" کی طرز پر دارالمعذورین، دارالمعمرین اور دارالمساکین کے قیام کی تجاویز اور منصوبے ان کی جانب سے تیار کئے جارہے ہیں تاکہ اپنے والدین کی خدمت سے خود کو چھٹکارا مل جائے اور انہیں ایسے اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے۔

حالانکہ اسلام نے معاشرہ میں خدا اور رسول کے بعد ماںباپ کو سب سے بڑا

مقام و مرتبہ عطا کیا ہے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک نیز ان کے حقوق کی پابجائی کے لئے قرآن و حدیث میں بار بار تاکید فرمائی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں حق تبارک و تعالیٰ نے "وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا (اسراء۔۲۴)" کے ارشاد کے ذریعہ جہاں اپنی تحقیقی ربوبیت کے ساتھ والدین کی مجازی ربوبیت کا ذکر فرمایا ہے وہیں خالق اکبر نے احسانات کے لئے "اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ لقمان۔۱۴) کے ارشاد میں اپنا شکر کرنے کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ احادیث شریفہ میں والدین کے حقوق کی ادائی کے لئے خصوصی ہدایات دی گئی ہیں مثلاً ان کی خدمت و طاعت، ان کا ادب و احترام اور تعظیم و تکریم نیز ان کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے اقرباء واحباب کی قدر و خیر خواہی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ دنیا میں سرسبزی و کامیابی اور آخرت میں نجات و سرخروئی کا راز والدین کی اطاعت و خوشنودی اور ان کی نیک دعاؤں میں ہی مضمر ہے۔ اس کے برعکس والدین کے ساتھ نافرمانی، بدسلوکی اور بدکلامی دنیا میں رسوائی و محرومی اور قبر و حشر میں عذاب الٰہی کا پیش خیمہ ہے۔

پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی خدمت و طاعت کو جہاد اور حج سے افضل قرار دیا ہے چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جیسے عاشق رسول نے محض اپنی ضعیف و نابینا والدہ کی خدمت و خبر گیری کی خاطر نہ تو حج کیا اور نہ ہی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر شرف نیاز حاصل کیا۔ اس کے باوجود یمن میں موجود اپنے ایک تابعی عاشق صادق کے اس طرز عمل کو تعظیم شریعت کی سند عطا فرماتے ہوئے حضور جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" میں یمن کی جانب سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں"۔ پھر خالق، فرشتے اور ساری دنیا جس پر درود و سلام بھیجے وہی ذات پاک اپنا سلام اویس تک پہنچانے کی حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما سے خواہش کرتے ہوئے اپنی امت مرحومہ کے لئے دعا کروانے کی ہدایت بھی فرماتے ہیں نیز ان کے لئے اپنا پیرہن مبارک بھی بطور ہدیہ سرفراز فرماتے ہیں۔ اس تناظر میں وہ مسلمان ذرا اپنا جائزہ لیں جو آج دین کی راہ میں نکلنے کے بہانے کئی دن بلکہ کئی مہینے دنیا کی سیر و سیاحت کے مزے لوٹتے رہتے ہیں جب کہ وطن میں ان کی خدمت کے

محتاج و مستحق ضعیف و بیمار ماں باپ بستر بیماری پر معذور و لاچار پڑے دم توڑ دیتے ہیں۔

عظمت والدین کا موضوع بڑا وسیع و وقیع ہے جس پر عربی فارسی میں متعدد بسوط کتب موجود ہیں لیکن ایک عرصہ سے اس موضوع پر اردو میں ایک مختصر اور جامع رسالہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔ چنانچہ والد بزرگوار حضرت علامۃ الحاج قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری دامت برکاتہ نے نہایت مشقت اور عرق ریزی کے بعد کئی مستند کتب سے کشید کردہ علمی عطر کو سپرد قرطاس فرمادیا جس کو "عظمت والدین" سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں جملہ (۱۸) قرآنی آیات کے ساتھ تفاسیر کے اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کے دیگر مسانید اور معروف مجموعوں سے ماخوذ جملہ (۱۳۶) ارشادات نبوی جمع کئے گئے ہیں جس کی ہر حدیث کے راوی اور ماخذ کا نام بھی ساتھ دے دیا گیا ہے۔ تیسرے باب میں سیرت انبیائے کرام سے موضوعاتی تفصیل جملہ (۱۶) نکات کے تحت پیش کی گئی ہے۔ چوتھے باب میں بزرگانِ دین اور سلف صالحین نے والدین کی خدمت و طاعت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے جو قابل تقلید نمونے اپنی زندگی میں چھوڑے ہیں ان کا احاطہ جملہ (۲۲) سبق آموز واقعات کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ پانچویں باب میں ایسی عبرت خیز اور اثرانگیز متفرق حکایات نقل کی گئی ہیں جس کے مطالعہ کے بعد قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آخر میں قرآن و حدیث کی روشنی میں والدین سے حسن سلوک پر اولاد کے لئے ایک اسلامی منشور کے زیر عنوان (۳۵) فرائض کی سلسلہ وار فہرست بھی دی گئی ہے۔ کتاب کے اختتامی صفحہ پر قرآن پاک کے علاوہ زائد از ساٹھ (۶۰) مستند، معتبر اور معروف کتب و رسائل کے نام تحریر کئے گئے ہیں جن سے مضامین اخذ کئے گئے ہیں یا اقتباسات و حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ لیکن سچ پوچھئے تو توفیق عمل کے لئے خوف الہیٰ رکھنے والے کو صرف ایک ہی آیت، عاشق رسول کو صرف ایک ہی حدیث، محب اولیاء کو صرف ایک ہی واقعہ اور عبرت حاصل کرنے والے کو صرف ایک ہی حکایت کافی اور بس ہے۔

"عظمت والدین" کے اب تک دو ایڈیشن طبع ہوچکے ہیں ۔ ہر بار مفید مواد کے اضافہ سے کتاب دلچسپ تر ہوتی گئی اور غیر معمولی مقبولیت کے سبب نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل گئے ۔ مزید نئے اور دلچسپ مضامین کے شمول سے کمپیوٹر کتابت کا یہ تیسرا ایڈیشن اپنی صوری و معنوی خوبیوں کی بدولت نہایت دلکش دیدہ زیب بن گیا ہے جس کی طباعت میں برادر طریقت جناب شیخ محمد رحمن صاحب صوفیانی نے اپنے والد شیخ عبدالرب صاحب مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے از راہ عقیدت عطیہ بھی شریک کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر و برکت اور ان کے والد مرحوم کو رحمت و جنت عطا فرمائے ۔ نیز "عظمت والدین" کا مطالعہ کرنے والوں کے دلوں میں والدین کی عظمت و خدمت اور ادب حرمت کا سچا جذبہ پیدا فرمائے تاکہ اس پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنے ماںباپ کی اطاعت شعار اولاد ثابت ہوں ۔ وما علینا الاالبلاغ المبین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ الطاہرین واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین ۔ فقط

طالب دعا

سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری

متعلم ایم ۔ اے (عثمانیہ)

(معتمد سیدالصوفیہ اکیڈیمی)

تصوف منزل نزد ہائیکورٹ

۲۳/محرم الحرام ۱۴۱۶ ہجری

م ۲۳/جون ۱۹۹۵ء بروز جمعہ

عظمتِ والدین

(نظم از مولف کتاب مولانا قاضی صوفی اعظم قادری)

جس کے دل میں نہ ہو الفت والدین — وہ بھلا جانے کیا عظمتِ والدین
دل سے جو بھی کرے خدمت والدین — پائیگا بس وہی شفقتِ والدین
رب نے قرآں میں کتنی جگہ کی بیاں — عظمت و شوکت و رفعت والدین
مل گیا قربِ حق اور قربِ رسول — گر میسر ہوی قربتِ والدین
تیری جنت ہیں ، دوزخ ہیں مانباپ ہی — ہے حدیث آقا کی نسبتِ والدین
ایک حج کے برابر ہے جس کا ثواب — ہے وہ اک مرتبہ رویت والدین
بابِ جنت ہے یا زیر پا ہے جناں — اللہ اللہ رے عظمت والدین
مرحبا کیوں مکاں میں نہ معمور ہو — خیر ہی خیر از برکت والدین
کامیابی ہر اک چومتی ہے قدم — ہو جو پیشِ نظر طاعت والدین
ہوتا ہے باخلف نیک اولاد کا — ہر عمل موجبِ راحت والدین
ہوگی دنیا کی نعمت ہر اک دستیاب — ملنا ممکن نہیں نعمتِ والدین
ان کی بخشش کی کرتے رہیں بس دعا — ہوگئی ہے اگر رحلتِ والدین
مغفرت کی دے اولاد کو خوش نوید — صرف اک بوسہ، تربت والدین
بد دعا لے کے رسوا ہو برباد ہو — ایک گستاخ و بدخدمت والدین
دین و دنیا میں ہے وہ بڑا بدنصیب — جس پہ ہوجاتی ہے لعنت والدین
زہد ، تقویٰ ، عبادت ہے بیکار اگر — ہو نہ دل کعبہ، حرمت والدین

میری ہر کامیابی کا اعظم ہے راز
حاصلِ شفقت و رحمتِ والدین

پہلا باب
عظمت والدین قرآن کی نظر میں

قرآن میں والدین سے مراد :۔ والدین عربی لفظ ہے جس کا اردو ترجمہ " مانباپ " ہے لیکن اردو میں " ماں " اور " باپ " کے الفاظ عام ہیں جو سگے، سوتیلے اور دودیلے سب ہی رشتوں کے لئے بولے جاتے ہیں مثلاً حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی مانباپ ۔اس لحاظ سے ان کی اولاد بھی حقیقی (ایک ہی ماں ایک ہی باپ)، علاتی، (ایک ہی باپ مگر ماں جدا جدا)، اخیافی (ایک ہی ماں مگر باپ جدا جدا) اور رضاعی (دودھ پینے کے رشتہ کی) کہلائے گی۔

عربی زبان نہایت فصیح ہے جس میں باپ کے لئے دو الفاظ یعنی " اب " اور " والد " ملتے ہیں جن کی جمع بالترتیب " آباء " اور " والدون " ہے لیکن فرق یہ ہے کہ قرآن میں اصطلاحاً " آباء " میں سگے سوتیلے اور دودیلے رشتوں کے باپ، چچا دادا اور نانا وغیرہ سب ہی شامل ہیں مثلاً سورہ انعام کی آیت ۷۴ " وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ " میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا آزر کو آپ کا " اب " فرمایا گیا جو مشرک بت گر اور بت پرست تھا۔ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی باپ کا نام " تارخ " تھا جو موحد اور مومن تھے۔ اس کی تفصیل آگے تیسرے باپ کے آخر میں آئے گی۔ البتہ قرآن میں " والد " سے مراد صرف حقیقی یعنی سگا باپ ہوتا ہے۔

بالکل اسی طرح عربی میں ماں کے لئے دو الفاظ " ام " اور " والدہ " ہیں جن کی جمع بالترتیب امہات اور والدات ہے لیکن فرق یہ ہے کہ قرآنی اصطلاح میں امہات میں سگے سوتیلے اور دودیلے رشتوں کی ماں، خالہ، دادی اور نانی وغیرہ سب شامل ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (نساء۔۲۳) مگر " والدہ " سے مراد قرآن میں صرف اور صرف حقیقی یعنی سگی ماں ہوتی ہے۔

حقیقی ماں اور حقیقی باپ دونوں کو ایک ساتھ " والدین " کہا جاتا ہے قرآن مجید میں لفظ " والد " تین جگہ اور اس کی جمع " والدان " بھی تین جگہ آئی ہے اس کے

علاوہ " والدہ " بھی تین جگہ اور اس کی جمع " والدات " ایک جگہ موجود ہے ۔ البتہ " والدین " کا لفظ قرآن پاک میں جملہ سات جگہ اور ضمیر مفعولی کے ساتھ علیحدہ دس جگہ بھی ہے اس طرح والد، والدہ اور والدین کا ذکر قرآن میں جملہ ستائیس (۲۷) آیات میں واقع ہوا ہے ۔ تمام مخلوق اور قرابتداروں میں والدین ہی کا حق سب سے زیادہ ہے کیوں کہ نسبتی رشتے والدین ہی کے ذریعہ اور تعلق سے ہوتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے خدا کا حکم بار بار تاکید کے ساتھ آیا ہے چنانچہ کلام الٰہی میں والدین کے ساتھ پانچ جگہ " احسانا " دو جگہ " براً " اور ایک جگہ " حسنا " کے الفاظ ملتے ہیں جو " نیکی " کے مفہوم میں باہم مترادف اور ہم معنی ہیں ۔ علاوہ ازیں دیگر آیات قرآنیہ میں مزید احکام کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ درج ذیل اٹھارہ (۱۸) آیات اور ان کی تشریح میں دیا جاتا ہے ۔

والدین سے حسن سلوک :۔

آیت ۱ :- لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بقرہ ۔ ۸۳)

" اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو " ۔

آیت ۲ :- وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (نساء ۔ ۳۶)

" اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو " ۔

آیت ۳ :- اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (انعام ۔ ۱۵۱)

" یہ کہ اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو "

آیت ۴ :- اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (اسرا ۔ ۲۳)

" یہ کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو " ۔

آیت ۵ :- وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا (احقاف ۔ ۱۵)

" اور ہم نے انسان کو تاکید کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے " ۔

مذکورہ بالا آیات میں دو باتیں خصوصی توجہ کے لائق ہیں ایک تو یہ کہ

والدین کے ساتھ احسان کا لفظ پانچوں آیتوں میں مشترک ہے یعنی والدین کے ساتھ "احسان" کرنے پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ احسان بنا ہے "حسن" سے بمعنی نیکی یا بھلائی۔ احسان بلاقید مطلقاً فرمایا گیا اس لئے یہاں احسان سے مراد ہر نیک سلوک ہے جس میں جانی و مالی خدمت نیز والدین کی تعظیم و توقیر غرض کہ ہر قسم کا اچھا سلوک داخل ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہاں "احسان" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ احسان سے مراد والدین کے ساتھ احترام سے بھلائی کرنا ہے۔ دوسری اہم بات یہ کہ چار آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ذکر کے بعد والدین کے ساتھ احسان کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور خلق کا ظاہری ذریعہ والدین ہیں۔ والدین اپنی اولاد کی پیدائش اور پرورش کا ظاہری سبب اور حق تعالیٰ کے فیض کا پہلا سرچشمہ ہوتے ہیں اور کسی کو کوئی بھی نعمت پیدائش کے بعد ہی نصیب ہوتی ہے اس لئے خدا کی عبادت کے بعد والدین کی خدمت کا ذکر ہے۔ یوں بھی والدین کے احسان و انعام میں خدا کے احسان و انعام کے جلوے نظر آتے ہیں۔

خدا اور والدین کے انعام ایک جیسے:۔

(۱) اولاد کی پیدائش میں خدائے حقیقی مسبب و موثر ہے تو والدین ظاہری یا مجازی مسبب و موثر ہیں۔

(۲) کسی لالچ یا بدلے کی امید کے بغیر اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان اور پرورش فرماتا ہے۔ والدین بھی اولاد کو کسی لالچ یا بدلے کی امید کے بغیر پالتے ہیں۔

(۳) حق تعالیٰ نافرمان بندے پر احسان کرتے ہوئے ملول نہیں ہوتا اسی طرح والدین اپنی ناخلف اولاد پر شفقت کرتے ہوئے ملول نہیں ہوتے۔

(۴) مخلوق کے دو خالق نہیں ہو سکتے اسی طرح اولاد کے حقیقی والدین بھی دو نہیں ہو سکتے۔

(۵) شاہ و گدا ہوں کہ نبی و امتی ان سب پر جیسے رب تعالیٰ کی عبادت فرض ہے ویسے ہی اپنے والدین کی خدمت بھی فرض ہے۔

(۶) رب کی عبادت ہر وقت لازم ہے اسی طرح والدین کی خدمت بھی ہر وقت یعنی ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد دعا کے ذریعہ بھی ضروری ہے۔

(۷) خدا کی عبادت بدنی و مالی ہر طرح لازم ہے اسی طرح والدین کی خدمت بھی بدنی و مالی ہر ذریعہ سے ضروری ہے۔

(۸) رب تعالیٰ کی عبادت کا پورا پورا حق بندوں سے ادا نہیں ہو سکتا اسی طرح والدین کی خدمت کا پورا حق بھی اولاد سے ادا نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ والدین کے ساتھ احسان کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اولاد اپنے قول و فعل سے والدین کو ایذا نہ پہنچائے۔ دوسرے یہ کہ والدین حاجت مند ہوں اور اولاد میں خدمت کی قدرت ہو تو اپنے جسم و مال سے ان کی خدمت اولاد پر واجب ہے۔ تیسرے یہ کہ جب بھی والدین بُلائیں تو اولاد بلا تاخیر ان کی خدمت میں حاضر ہو جائے بشرطیکہ شرعی خلاف ورزی پیدا نہ ہو۔ الغرض خدا کی عبادت کے بعد ہی والدین کے ساتھ احسان کا ذکر فرمانا اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ خدا کی عبادت و طاعت کی خلاف ورزی سب سے بڑا سنگین گناہ ہے اور اسی کے بعد والدین سے نیک سلوک کی خلاف ورزی جیسے بڑے گناہ کا درجہ ہے۔

نوٹ:۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کے مصداق خدا کے بعد اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ و درجہ ہے لیکن حضور کا ذکر یہاں نہیں فرمایا گیا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ حضور کی اطاعت خود رب کی عبادت میں داخل ہے"۔ عبادت رب کے سوا کسی کی جائز نہیں البتہ اطاعت الٰہی میں "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (نساء۔ ۸۰) کے مطابق رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے، رسول کی محبت خدا کی محبت ہے اور رسول کے لب ہائے مبارک سے نکلنے والا کلام خدا کا کلام ہے لہٰذا خدا کا عبادت گزار اور مطیع و فرماں بردار بندہ وہی کہلائے گا جو رسول کا بھی مطیع و فرماں بردار ہو کیونکہ عبادت کی جان ایمان ہے اور ایمان کی جان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی شان حدیث قدسی میں خود خدا یہ فرماتا ہے کہ "اے میرے محبوب! آپ نہ ہوتے تو میں یہ آسمان اور یہ دنیا ہی نہیں پیدا کرتا" اس طرح اولاد کو والدین کی نعمت بھی ملی تو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور صدقہ میں نصیب ہوی بلکہ دنیا کی ہر نعمت حضور ہی کی مرہون منت ہے اس لئے یہاں صرف خدا کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ جس میں نبی کا

ذکر خود شامل ہے اور اس کے بعد والدین کا ذکر فرمایا گیا۔

آیت ٦ :- وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (عنکبوت - ٨)

"اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ بھلائی کی تاکید کی"۔

یہ آیت دراصل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنی والدہ کے بڑے فرماں بردار تھے لیکن جب لمان لائے تو والدہ نے کہا کہ اسلام چھوڑ دو ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوؤں گی اور نہ سایہ میں بیٹھوں گی، سوکھ کر مرجاؤں گی اور میرے خون کا وبال تجھ پر ہوگا۔ یہ کہہ کر اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور دھوپ میں بیٹھ گئی ۔ چوبیس گھنٹے اسی حال میں رہی اور بہت ناتوان ہو گئی ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اماں! اگر تیری سو جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے سب قربان ہو جائیں تو بھی میں لمان نہیں چھوڑوں گا۔ بالآخر مایوس ہو گئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت اتری جس میں والدین سے نیک سلوک کی تاکید فرمائی گئی ۔ لیکن اس آیت کے آگے ارشاد ہے کہ

" اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو اسے میرا
شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہا نہ مان "

یعنی حق فرزندی ادا کرنے کا اولاد کو اسلام میں حکم دیا گیا ہے اگرچہ کہ والدین کافر ہوں لیکن شرعی احکام کی خلاف ورزی ہرگز منظور نہیں ۔ جیسے والدین کے کہنے پر شرک و کفر اختیار نہ کرے ۔ لمان کو ہرگز ترک نہ کرے ۔ فرض عبادت جیسے نماز وغیرہ نہ چھوڑے ۔

وضاحت :- (ا) والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا مگر اطاعت کا حکم نہیں دیا گیا کیونکہ والدین کے ساتھ ہر حال میں یعنی کافر ہوں کہ مسلمان نیک سلوک کا حکم ہے لیکن ان کی اطاعت مطلقاً ہر بات میں اور ہر حال میں جائز نہیں یعنی شرعی لحاظ سے والدین کے جائز احکام کی اطاعت کرے مگر ناجائز احکام کی تعمیل ہرگز نہ کرے ۔ خصوصاً جب اللہ اور رسول مقابل آجائیں تو نہ والدین کا لحاظ کرے نہ کسی قرابتدار کا جیسا کہ صحابہ کرام نے غزوہ بدر اور احد میں اپنے اپنے کافر باپ اور رشتہ

داروں کو قتل کر دیا۔

(۲) احسان اور اطاعت میں فرق بیان کیا گیا ہے۔خدا کے بعد صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی اطاعت واجب ہے۔ حضور کا حکم اگر قرآن مجید سے ہم آہنگ نہ ہو تو تب بھی استثنائی طور پر آپ کی اطاعت ضروری ہے مثلاً ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کی ایک گواہی کو حضور کے حکم پر دو گواہی کے برابر قرار دیا گیا، شریعت میں چار نکاح جائز مگر بی بی فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں حضور کے حکم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، شریعت میں مرد کو سونا پہننا حرام ہے مگر فرمان نبوی کے موافق حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو اسلامی فتح پر سونے کے کنگن پہنائے گئے وغیرہ وغیرہ۔

ماں کی مشقت حمل کے دوران :۔

آیت ۷ :- وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان۔۱۴)

"اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید فرمائی۔اس کی ماں نے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی، اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے، یہ کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر کرتا رہ"۔

آیت ۸ :- حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا (احقاف۔۱۵)

"اس کی ماں نے تکلیف سے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کو تکلیف سے جنی"۔

آیت (۷) میں والدین کے بارے میں تاکید فرمائی گئی خصوصاً ماں کا اپنی اولاد کے لئے مشقت اور سختی سہنے کا ذکر ہے۔آیت (۷، ۸) میں بیان فرمایا گیا کہ ماں اپنے بچے کو شکم میں لیئے کن دشواریوں سے دوچار ہوتی ہے اور زمانہ حمل سے ہی کیسی کیسی تکالیف برداشت کرتی رہتی ہے۔ایک تو حمل کا بوجھ مہینوں تک اٹھاتی ہے، پھر کمزوری پر کمزوری کا بھی شکار ہو جاتی ہے کیونکہ اپنے خون سے شکم میں بچے کو پالتی ہے۔دردزہ اور جننے کی مشقت اور تکلیف علیحدہ ہوتی ہے۔پیدائش کے بعد بھی دو سال تک دودھ کی شکل میں اپنے خون ہی سے ماں پرورش کرتی ہے۔ماں کے ان

سارے احسانات کا حق اور بدلہ ادا ہی نہیں کیا جا سکتا جس طرح رب تعالیٰ کا بھی حق احسان ادا نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر بھی جتنا ممکن ہو، خدا اور والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اس لئے کہ وہ ہمارا رب ہے۔ اور والدین کا شکر اس لئے کہ وہ ہمارے مربی ہیں۔

حضرت سفیان بن عینیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے شکر کے لئے پنجگانہ نماز پڑھو اور والدین کے شکریہ کے لئے نمازوں میں ان کے لئے ان الفاظ میں دعائے مغفرت کرو "رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ" (نوح۔۲۸) اس آیت میں یہ حقیقت بھی واضح فرما دی گئی کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ اپنے بچے کو ماں نے اپنے خون سے پالا تو باپ نے اپنے مال سے پالا۔ آگے احادیث سے بھی توثیق ہو جائے گی کہ ماں کا درجہ باپ سے کم از کم تین گناہ زیادہ ہے۔

جان کے ذریعہ خدمت کا حکم :۔

آیت ۹ :۔ وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (لقمان۔۱۵)

"اور دنیا میں ان (والدین) کا اچھی طرح ساتھ دے"۔

یہ حکیم لقمان کی نصیحتوں میں سے ایک ہے۔ اس ایک جملہ میں والدین کی خدمت اور فرمانبرداری کا جامع اور اجمالی حکم موجود ہے یعنی اولاد جہاں ان پر مال خرچ کرے تو وہیں اپنے ہاتھ پاؤں سے شخصی طور پر بھی ان کی خدمت کرے۔ ہر حال میں ان کا ساتھ دے۔ سچی ہمدردی کے ساتھ بے لوث خدمت کرے حتی کہ والدین کافر و مشرک بھی ہوں تو شرعی خلاف ورزی کو چھوڑ کر ہر بھلائی کے ذریعہ اولاد ان کا ساتھ دے۔

مال کے ذریعہ خدمت کا حکم :۔

آیت ۱۰ :۔ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ (بقرہ۔۲۱۵)

یعنی "اے محبوب فرما دو! جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے"۔

تفسیر در منثور میں اس آیت کی شان نزول یوں بیان کی گئی ہے کہ حضرت

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے اور بوڑھے ہوگئے تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اپنے مال میں سے کیا خرچ کروں اور کس پر خرچ کروں تو اس کے جواب میں یہ آیت اتری لیکن تفسیر کبیر اور روح المعانی کے بموجب حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے کیا کروں تو فرمایا اپنی جان پر خرچ کر۔ پھر عرض کیا دو دینار ہیں تو فرمایا اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کر پھر عرض کیا تین دینار ہیں تو فرمایا اپنے خادم پر خرچ کر۔ پھر عرض کیا چار دینار ہیں تو فرمایا اپنے ماں باپ پر خرچ کر۔ پھر عرض کیا پانچ دینار ہیں تو فرمایا اپنے قرابتداروں پر خرچ کر۔ پھر عرض کیا چھ دینار ہیں تو فرمایا راہ الہیٰ میں خرچ کر۔ اسی کی تائید میں یہ جامع آیت نازل ہوی۔ جس میں واضح حکم دیا گیا کہ اپنی ضرورت کی تکمیل کے بعد عمدہ پاک اور حلال کمائی کا صحیح خرچ کرو اس طرح کہ سب سے پہلے اپنے والدین پر پھر قرابتداروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو کہ اسی میں خدا اور رسول کی اطاعت اور خوشنودی ہے۔ لیکن سب سے پہلے اپنے ماں باپ پر خرچ کرو کیونکہ انہیں کے دم سے تم دنیا میں آئے ہو۔

نوٹ :۔ البتہ فقہی مسئلہ یہ ہے کہ ماں باپ کو زکوۃ فطرہ وغیرہ صدقہ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔

بڑھاپے میں حسن سلوک کا حکم :۔

آیت ۱۱ :۔ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْ ھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (اسراء، ۲۳۔۲۴)

"اگر تیرے سامنے ان (والدین) میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف (ہوں) تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ اور نرم دلی سے ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا، اور عرض کر کہ میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا"۔

یوں تو والدین جوان ہوں کہ ضعیف یا صحت مند ہوں کہ بیمار ہر حال میں ان کی خدمت اولاد پر لازم ہے لیکن خصوصاً بڑھاپے کی عمر میں پہنچ جانے کے بعد تو والدین کی حالت مزید قابل رحم ہوجاتی ہے کیونکہ معمر اور ضعیف ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے اور کام کرنے یا کمانے کی صلاحیتیں ان میں مفقود ہوجاتی ہیں۔ بصارت اور سماعت کافی متاثر ہوجانے سے انہیں بڑی مشکل پیش آتی ہے، بڑھاپے میں ایک تو طبیعت چڑچڑی ہوجاتی ہے اور فطرتاً دل وہمی اور شکی بن جاتا ہے اور غصہ جلدی آجاتا ہے۔ ایسے صبر آزما دور سے والدین یا ان میں سے ایک بھی دوچار ہوجائے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا اولاد کو حکم ہے کہ ان کے بڑھاپے، بد خلقی، ترش روی اور چڑچڑے پن کو برداشت کرلے۔ ان کی کسی سخت یا درشت بات پر ان سے ڈانٹ ڈپٹ کر ہرگز کلام نہ کرے۔ ان کی کسی کوتاہی پر سخت سست کہنا تو بڑی بات ہے ان کو "اف" یعنی "ہوں" کا تک جواب نہ دے یعنی اپنے منہ سے ایسی کوئی بات نہ نکالے جو ان پر گراں یا ناگوار گزرے بلکہ نہایت احترام و تعظیم اور عجز و انکساری کے ساتھ نرم لب و لہجہ میں بات کرے۔ ان کے دکھ درد اور بیماری کو دور کرے اور انہیں مکمل راحت و آرام پہنچانے میں جانی و مالی ہر قسم کی بڑی سے بڑی مشقت اٹھائے، کیوں کہ اولاد کی مجبوری کے وقت والدین نے اولاد کو پالا پوسا تھا تو اب والدین کی مجبوری اور لاچاری کے وقت اولاد پر لازم ہے کہ ان کی حتی المقدور پوری پوری خدمت انجام دے۔ والدین کافر ہوں تو ان کی ہدایت کے لئے دعا کرے۔ مسلمان والدین کی زندگی میں ان کے لئے دعائے خیر کرے اور ان کی وفات کے بعد ان کی مغفرت کے لئے دعا کرے صدقہ دے اور خیر خیرات کرے، عمرہ اور حج بدل کرے۔ زیارت، چہلم اور فاتحہ وغیرہ کا مقصد ایصال ثواب ہی ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ والدین کی بلا ضرورت خدمت مستحب ہے اور بوقت ضرورت یعنی بیماری و ضعیفی وغیرہ میں ان کی خدمت اولاد پر واجب ہے۔

سلیمان علیہ السلام کا تشکر و دعا:۔

آیت ۱۲:۔ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ (نمل۔۱۹)

"عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جس کا تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر احسان فرمایا ہے اور یہ کہ وہ نیک کام کروں جو تجھے پسند آئے"۔

صدیق اکبر کا تشکر و دعا :۔

آیت ۱۳ :- قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ (احقاف-۱۵)

"عرض کی اے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جس کا تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر احسان فرمایا ہے اور یہ کہ وہ نیک کام کروں جو تجھے پسند آئے"۔

یہ بھی حسن اتفاق دیکھئے کہ اوپر کی دونوں آیات کے الفاظ میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا لیکن ان میں سے ہر ایک تشکر و دعا کے الفاظ الگ الگ موقع و محل پر دو مختلف شخصیتوں سے منسوب ہیں۔ ایک آیت سورہ نمل میں واقع ہے جو اللہ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام کے الفاظ تشکر و دعا ہیں دوسری آیت سورہ احقاف میں واقع ہے جو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے الفاظ تشکر و دعا ہیں۔

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انسانوں، جنوں اور پرندوں پر مشتمل اپنے عظیم لشکر کے ساتھ وادی نمل میں ٹھیرنے کا ارادہ فرمایا تو اس وادی میں موجود چیونٹیوں کی سردارنی نے اپنی ساتھی ساری چیونٹیوں کو اپنے اپنے گھروں میں چلے جانے کی ہدایت کی تاکہ بے خبری میں لشکر سلیمانی ان چیونٹیوں کو کچل نہ ڈالے۔ چیونٹی کی زبان و گفتگو سے خداداد واقفیت رکھنے والے سلیمان علیہ السلام تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز اور ہدایت سنے تو اس پر ہنس پڑے اور ان الفاظ ہی کے ذریعہ اپنے اور اپنے والدین پر کئے گئے احسانات الہٰی کا جناب باری میں بے ساختہ ہدیہ تشکر پیش فرمانے لگے کہ آپ کو اور آپ کے والد کو نبوت و ملک سے مالا مال فرمایا۔

سورہ احقاف کی آیت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تشکر و دعا کے الفاظ ہیں جو ہر طرح مقبول حق ہوئے کیونکہ آپ کے والد اور والدہ دونوں مسلمان

اور صحابی ہیں یہی نہیں بلکہ آپ کی ساری اولاد بھی مسلمان اور صحابی تھے اور آپ کو یہ منفرد امتیاز اور اعزاز حاصل ہے کہ آپ کی چار نسل "صحابی رسول" ہے۔ایک تو آپ کے والد حضرت ابو قحافہ دوسرے خود آپ تیسرے آپ کے فرزند حضرت عبدالرحمن اور چوتھے آپ کے پوتے حضرت محمد بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہم۔اس آیت کے بعد آپ کے ان دعائیہ الفاظ "وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ" یعنی "اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح دے" کی قبولیت کا یہ سب نتیجہ تھا۔اس کے علاوہ آپ کو حضور کے یار غار ہونے کا شرف حاصل ہوا۔غار والی آپ کی ایک نیکی سارے مسلمانوں کے جملہ اعمال صالحہ سے افضل ہے۔تاجدار رسالت کی جلوت وخلوت میں آپ وفادار و غمگسار اور بعد میں خلیفہ و جانشین بھی ہیں۔کتنی نعمتوں کا ذکر کیا جائے، ان ساری نعمتوں پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شکر ادا فرمایا اور دعا کی۔

یحییٰ علیہ السلام کا حسن سلوک :۔

آیت ۱۴ :۔ وَبَرًّا بِوَالِدَیۡهِ وَلَمۡ یَكُنۡ جَبَّارًا عَصِیًّا (مریم۔۱۴)

"اور وہ اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے والا تھا اور سرکش و نافرمان نہ تھا"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو تحسین اور پسندیدگی کے الفاظ سے یاد فرما رہا ہے کہ وہ اپنے والد حضرت زکریا علیہ السلام اور اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرتے تھے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی سرکشی یا نافرمانی نہیں کرتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا حسن سلوک :۔

آیت ۱۵ :۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا (مریم۔۳۲)

"اور (مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنایا) اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا"۔

یہ وہ الفاظ ہیں جن کو پالنے میں جھولنے والے شیرخوار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے سن کر حاضرین حیرت زدہ ہوگئے۔واقعہ کا خلاصہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو باپ کے بغیر بی بی مریم کے بطن سے پیدا فرمایا۔جنہیں دیکھ کر بستی والے سب اتہام آمیز سوالات بی بی مریم

سے کرنے لگے۔آپ نے کوئی گفتگو کئے بغیر اپنے معصوم جگر گوشہ کی طرف اشارہ کیا۔
جو شیر خوار نو مولود بچہ ہونے کے باوجود بول اٹھے کہ
"میں اللہ کا بندہ ہوں نبوت اور کتاب سے سرفراز کیا گیا ہوں حق تعالیٰ نے مجھے مبارک بنایا اور زندگی بھر نماز و زکوۃ کی اس نے مجھے تاکید فرمائی ہے۔مجھے اپنی ماں سے حسن سلوک کرنے والا بنایا اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا۔"

ابراھیم علیہ السلام کی دعا :۔

آیت ۱۶ :- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم ۔۴۱)

"اے ہمارے رب! مجھے، میرے والدین اور سب مومنوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا"۔

یہ آیت حضرت ابراھیم علیہ السلام کے کئی دعائیہ کلمات میں سے ایک ہے جو آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کئے تھے۔آپ اپنے مشرک چچا آزر سے اپنی جوانی ہی میں بیزار ہوچکے تھے اور وہ کفر پر مرچکا۔جس کے کافی عرصہ بعد یعنی حضرت اسمعیل و اسحاق علیہما السلام نامی آپ کے دونوں فرزندان کی ولادت کے بعد آپ نے بڑھاپے میں اپنے والدین حقیقی کے لئے ان ہی الفاظ میں دعائے مغفرت فرمائی۔تفاسیر میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کے حقیقی یعنی سگے والد کا نام تارخ اور آپ کی والدہ کا نام متلی بنت نمر بتایا گیا ہے یہ دونوں کے دونوں موحد و مومن تھے اس لئے ان کے حق میں حضرت خلیل نے مغفرت کی دعا فرمائی تھی اور ان کے ساتھ خود اور سب مومنوں کو بھی اس دعا میں شامل فرمالیا کہ قیامت کے دن ان سب کی حق تعالیٰ بخشش فرمادے گا۔مزید تفصیل آگے تیسرے باب کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

نوح علیہ السلام کی دعا :۔

آیت ۱۷ :- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (نوح ۔۲۸)

یعنی "اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اس کو جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں آیا اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو"۔

یہ آیت دراصل حضرت نوح علیہ السلام کے دعائیہ کلمات ہیں۔جب آپ کی قوم نے علانیہ نافرمانی کی اور شرک و کفراور ظلم سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کے حق میں بد دعا فرمائی کہ "الہیٰ! ایسا عذاب نازل فرما کہ سب کافر تباہ و تاراج ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچنے پائے" لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہی اپنے لئے، اپنے مومن والدین کے لئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے اور ایمان لاکر آپ کے گھر میں آنے والے ہر ایک فرد کے لئے بخشش کی دعا فرمائی ۔ایسے موقع پر اپنے والدین کو بھی دعائے مغفرت میں شامل کرنا توجہ کے لائق ہے۔

خضر علیہ السلام کالڑکے کو قتل کرنا :۔

آیت ۱۸ :۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ (کہف ۔۷۴)

یعنی جب ان دونوں (موسیٰ و خضر علیہما السلام) نے لڑکے کو پایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا ۔آگے ذکر ہے کہ ایک معصوم لڑکے کی ناحق جان لینے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراض کیا تو انہوں نے بتایا کہ "اے موسیٰ! وہ لڑکا بڑا ہو کر مومن والدین پر ظلم و زیادتی کرنے والا اور کافر بننے والا تھا اس لئے بحکم الہیٰ اس کو قتل کر دیا گیا اور اس کے بدلے دوسرا صالح فرمانبردار لڑکا دینا خدا کو منظور ہوا" ۔اس طرح قرآن نے ہدایت دی کہ والدین اگر نیک اور پرہیزگار ہوں تو حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ناخلف اولاد کی ایذا رسانی سے بچانے کی غیبی تدابیر اختیار فرماتا ہے اور بظاہر عارضی نقصان بہتر تلافی بھی فرمادیتا ہے تاکہ والدین اپنے ایمان پر قائم رہیں ۔

دوسرا باب

عظمت والدین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں

والدین کی شان و عظمت، ماں اور باپ کی الگ الگ امتیازی خصوصیت نیز والدین کی خدمت و اطاعت کے نیک ثمرات اور ان کی نافرمانی کے برے انجام سے متعلق حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشمار ارشادات موجود ہیں بلکہ احادیث کی کتابوں میں " برالوالدین " اور " عقوق الوالدین " کے تحت ابواب قائم کیۓ گۓ ہیں۔ یعنی والدین کی فرمانبرداری اور نافرمانی کے عنوان سے احادیث نبوی کی ترتیب و تقسیم کی گئ ہے۔ کتاب ہذا میں پانچ ذیلی سرخیوں کے تحت سلسلہ وار احادیث شریفہ پیش کیۓ جاتے ہیں۔ جن میں ہر ایک حدیث کے شروع میں راوی کا نام ہوگا پھر واوین میں ارشاد نبوی کی عبارت نقل کی جائے گی اور آخر میں بطور حوالہ حدیث کی کتاب کا نام قوسین میں دیا جائے گا۔

(۱) عظمت والدین اور ثمراتِ اطاعت

(۲) باپ کی امتیازی عظمت

(۳) ماں کی امتیازی عظمت

(۴) والدین کی وفات کے بعد نیک سلوک

(۵) والدین کی نافرمانی کا برا انجام

(۱) عظمت والدین اور ثمراتِ اطاعت

اچھی خدمت :- (۱) زید بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ " اپنے والدین کے پاس جا اور ان کی اچھی خدمت کر " (مسلم)

دنیا سے بڑھ کر :- (۲) خباب رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کر اگرچہ وہ تجھ کو دنیا کی ہر چیز سے علیحدہ ہو جانے کے لئے کہیں۔ اگر ایسا کرے گا تو مجھ کو دیکھے گا ورنہ نہیں "۔

(طبرانی)

افضل عمل :- (۳) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز وقت پر پڑھنا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اور راہ خدا میں جہاد کرنا افضل اعمال ہیں" ۔ (کنزالعمال)

(۴) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وقت پر نماز ادا کرنا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنا افضل اعمال ہیں" ۔ (مسلم ۔ شعب الیمان ۔ بیہقی ۔ کنزالعمال)

(۵) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہترین اعمال ہیں وقت پر نماز پڑھنا، والدین سے نیکی کرنا اور لوگوں کو اپنی زبان سے سلام کرنا" ۔ (کنزالعمال)

نیت میں خیر زیادہ :- (۶) بسرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے بسرہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کر، تیری نیت کی خیر زیادہ ہو گی" ۔ (ابو نعیم)

عمر و رزق میں زیادتی :- (۷) ثوبان رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وجہ سے ہی عمر میں زیادتی ہوتی ہے" ۔ (ابن ماجہ ۔ حکیم)

(۸) معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ، راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا اس کے لئے خوشخبری ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں زیادتی کرے گا" ۔ (حاکم ۔ ادب مفرد بخاری)

(۹) انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کو یہ پسند ہو کہ اس کی عمر میں درازی ہو اور اس کے رزق میں زیادتی ہو تو وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے اور صلۂ رحمی کرے" ۔ (مسند امام احمد)

(۱۰) جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عمر میں زیادتی کرتا ہے" ۔ (ابن منیع ۔ کامل ابن عدی)

جنت بھی دوزخ بھی :- (۱۱) ابی امامہ رضی اللہ عنہ، راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خبردار تیری جنت اور تیری دوزخ والدین ہیں" (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے والدین کے حق میں اللہ تعالیٰ کا مطیع رہ کر صبح کی تو اس کے لئے جنت کے دو دروازے صبح کھل جاتے ہیں"۔(ابن عساکر)

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے والدین اور اپنے پروردگار کا اطاعت گزار بندہ اعلیٰ علیین (سب سے بلند مقامِ جنت) میں رہے گا"۔(کنزالعمال)

(۱۴) ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے والدین کو اپنے سے راضی رکھ کر صبح کی تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جس نے اپنے والدین کو اپنے سے خوش رکھ کر شام کی تو اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں"۔(دیلمی)

(۱۵) ابی درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے سبب اوسط دروازہ کھلا رہتا ہے، جس نے ان کے ساتھ نیک سلوک کیا تو اس کے لئے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جس نے ان کی نافرمانی کی تو وہ دروازہ بند کر دیا جاتا ہے"۔(دیلمی۔ابن شاہین)

کم وقت میں زیادہ ثواب :- (۱۶) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جلد زیادہ ثواب دینے والی نیکی والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا ہے"۔(بخاری۔مسلم۔ترمذی)

جہاد سے افضل :- (۱۷) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خدا کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پسندیدہ ہے تو آپ نے فرمایا "وقت پر نماز ادا کرنا"۔میں نے پوچھا پھر کونسا عمل تو فرمایا "والدین کی ساتھ نیک سلوک" میں نے کہا پھر کونسا عمل تو فرمایا "اللہ کی راہ میں جہاد"۔(بخاری۔مسلم۔ابوداؤد۔نسائی۔احمد)

(۱۸) حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا" والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا جہاد کا بدلہ ہے" (ابن ابی شیبہ)۔
(۱۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کی خدمت میں جد و جہد کرنا ہی جہاد ہے" (بخاری ۔ مسلم ۔ترمذی ۔ احمد)
(۲۰) انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خدا کی راہ میں تلوار سے مارنا جہاد نہیں ہے بلکہ والدین اور اولاد کی پرورش کرنا جہاد ہے اور اپنے نفس کو لوگوں سے روک رکھنا ہی جہاد ہے" (ابن عساکر)
(۲۱) ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اپنے والدین کے پاس جا اور ان سے اجازت لے ۔ اگر وہ تجھ کو اجازت دیں تو جہاد کر ورنہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ" (ابو داؤد ۔ احمد ۔ حاکم)
(۲۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا "کیا تیرے والدین زندہ ہیں" اس نے کہا کہ ہاں ہیں تو آپ نے فرمایا" ان کی خدمت کر یہی جہاد ہے"۔ (بخاری ۔ مسلم ۔ابو داؤد ۔ترمذی ۔ نسائی ۔ احمد ۔ ابن حبان)
(۲۳) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن کا رہنے والا ایک شخص ہجرت کر کے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا ۔ "تمہارا یمن میں کوئی ہے ؟" عرض کی میرے ماں باپ ہیں ۔ حضور نے فرمایا" کیا انہوں نے تمہیں جہاد کی اجازت دی ہے"۔ کہا نہیں ۔ فرمایا" تو ان کے پاس لوٹ جا اور اجازت طلب کر اگر وہ اجازت دیں تو پھر جہاد کر، ورنہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ"۔ (ابو داؤد ۔ ابن حبان)

ہجرت سے افضل :- (۲۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرنے آیا ہوں اور اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر آیا ہوں ۔ آپ نے حکم دیا" تو اپنے والدین کے پاس جا اور ان کو تو ہنسا جیسا کہ تو نے ان کو رلایا ہے"۔ (ابو داؤد ۔ احمد ابن ماجہ ۔ نسائی ۔ حاکم ۔ ابن حبان)
(۲۵) ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوی میں حاضر

ہو کر عرض کیا کہ میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کر رہا ہوں اور خدا سے اجر کا طالب ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے"۔ اس نے عرض کیا دونوں زندہ ہیں۔ پھر دریافت فرمایا کہ "خدا سے اجر چاہتے ہو؟" اس نے عرض کیا ہاں تو آپ نے فرمایا "اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کے ساتھ رہ کر نیک سلوک کر"۔ (مسلم)

نظر کرنا عبادت و حج:- (۲۶) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین چیزوں کو دیکھتے ہی رہنا عبادت ہے۔ والدین کا چہرہ، قرآن شریف اور دریا" (ابو نعیم)۔ دوسری روایت میں ہے "قرآن، کعبہ، زم زم، والدین اور عالم دین پانچوں کو دیکھنا عبادت ہے"۔ (کنز العمال)

(۲۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو کوئی اپنے والدین کے چہرے کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مقبول و مبرور حج کا ثواب لکھتا ہے"۔ (الرافعی)

(۲۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا اپنے والدین کی طرف سے رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر نظر کے بدلے ایک مبرور حج لکھتا ہے"۔ سب نے عرض کیا کہ اگر ہر روز اس نے ایک سو مرتبہ دیکھا؟ تو آپ نے فرمایا "ہاں اللہ سب سے بڑا اور طیب ہے"۔ (تاریخ حاکم۔ ابن النجار۔ بیہقی)

اللہ کی رضا اور ناخوشی:- (۲۹) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے والدین کو راضی کیا تو اس نے اللہ کو راضی کیا جس نے اپنے والدین کو غضب ناک اور ناخوش کیا تو اس نے اللہ کو غضب ناک اور ناخوش کیا"۔ (ابن النجار)

(۳۰) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پروردگار کی خوشنودی والدین کی خوشنودی میں ہے اور اس کا غضب اس کے غضب میں ہے"۔ (طبرانی)

دوزخ سے نجات و مغفرت:- (۳۱) معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا جو چاہے عمل کرلے کیونکہ وہ دوزخ میں ہرگز نہ جائے گا"۔(تاریخ حاکم۔ کنزالعمال)

(۳۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے لڑکے کو آگ نہیں چھوئے گی"۔(ابوالشیخ)

(۳۳) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تین آدمیوں کو آتش دوزخ نہیں چھوئے گی ایک اپنے شوہر کی اطاعت گزار بیوی دوسرے والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لڑکا اور تیسرے اپنے شوہر کی غیرت پر صبر کرنے والی عورت"۔(ابوالشیخ۔ کنزالعمال)

(۳۴) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے سے کہا جاتا ہے کہ تو جو چاہے عمل کرلے، کیونکہ میں نے تجھے بخش دیا"(ابونعیم)

ملک الموت واپس :- (۳۵) عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" میرے ایک امتی کو میں نے دیکھا کہ اس کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے آئے۔ والدین کا نیک سلوک موجود ہوا اور ملک الموت کو واپس کردیا"۔(حکیم۔ بیہقی۔ شعب الایمان)

اولاد کا مال جائز :- (۳۶) جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین اپنی اولاد کا مال بطور نیکی کھاسکتے ہیں اور فرزند کو نہ چاہیئے کہ والدین کی اجازت کے بغیر ان کا مال کھائے"۔(دیلمی)

(۲) باپ کی امتیازی عظمت

فرمانبرداری :- (۳۷) ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تیرے باپ کی فرمانبرداری کر"۔(طبرانی)

نیک سلوک :- (۳۸) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو تمہاری اولاد بھی

تمہارے ساتھ نیک سلوک کرے گی"۔(طبرانی ۔ کبیر ۔ حاکم ۔ کنزالعمال)

اللہ کی اطاعت :- (۳۹) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" باپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور باپ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے"۔(اوسط طبرانی)

(۴۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" رب تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے"۔(ترمذی)

جنت کا درمیانی دروازہ :- (۴۱) ابی الدردار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اب چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھو ڈالے خواہ نگاہ رکھے"۔ (ترمذی ۔ ابن ماجہ ۔ ابن حبان ۔ احمد ۔ حاکم ۔ کنزالعمال)

تو اور تیرا مال :- (۴۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے"۔(ابن النجار)

(۴۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے"۔(احمد ۔ ابو داؤد ۔ ابن ماجہ)

(۴۴) عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا" تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے"۔(ابن ابی شیبہ)

(۴۵) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیا تو نہیں جانتا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی کمائی ہے"۔(طبرانی)

(۴۶) جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو اس سے لڑتے ہوئے لایا تو آپ نے فرمایا" تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے"۔(ابن عساکر ۔ ابن النجار)

(۴۷) شعبی رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میرے باپ نے میرا مال غصب کر لیا ہے تو آپ نے

فرمایا کہ "تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے"۔(کنزالعمال۔ابن ابی شیبہ)
(۴۸) محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میرا مال ہے اور مجھ کو بچے بھی ہیں اور میرے باپ کو بھی مال اور بچے ہیں اور میرا باپ میرے مال کو لینا چاہتا ہے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لئے ہے"۔(ابن عساکر۔کنزالعمال)

باپ کی ایک نظر :- (۴۹) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب باپ اپنے بیٹے کو (شفقت کی) ایک نظر دیکھتا ہے تو بیٹے کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر (ثواب) ہوتا ہے۔عرض کیا گیا یارسول اللہ اگر تین سو ساٹھ بار نظر کیا تو آپ نے فرمایا اللہ بہت بڑا ہے"۔(طبرانی۔کنزالعمال

غصہ پر نرمی :- (۵۰) ابن مسعود نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ غضب (غصہ) کے وقت خشوع اختیار کرے"۔(ابن عساکر۔کنزالعمال)
(۵۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں ایسی ہے جیسے نبی کی دعا اپنی امت کے حق میں"۔(دیلمی)

نام سے نہ پکارے :- (۵۲) انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" باپ کا حق بیٹے پر یہ ہے کہ اس کو نام سے نہ پکارے جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے "اب" (ابراہیم علیہ السلام) سے کہا تھا "یَا اَبَتِ" اے اباجان"۔(دیلمی۔کنزالعمال)

آگے آگے نہ چلے :- (۵۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تیرے باپ کے آگے آگے نہ چلا کر اور اس کو گالیاں نہ دلوا اور اس کے پہلے نہ بیٹھ"۔(ابن السنی فی عمل یوم ولیلتہ)یہی روایت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل ہے (اوسط طبرانی)

بیوی کو طلاق :- (۵۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اے عبداللہ اپنی عورت کو طلاق دے اور اپنے باپ کی

اطاعت کر"۔(حاکم)

رضا و غضب الٰہی :- (۵۵) ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"پروردگار کی رضامندی باپ کی رضامندی ہے اور پروردگار کا غضب باپ کے غضب میں ہے"۔(ترمذی۔حاکم۔کنزالعمال)

غلام پائے تو کیا کرے :- (۵۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"اگر کسی نے اپنے باپ کو غلام پایا اور اس کو خرید کر آزاد کر دیا تو بھی باپ کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا"۔(ادب مفرد۔بخاری۔مسلم ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی۔ابن ماجہ)

حج و عمرہ :- (۵۷) ابو زرین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے باپ بہت بوڑھے ہیں جو حج و عمرہ اور سفر کی طاقت و قوت نہیں رکھتے۔آپ نے ارشاد فرمایا"تم اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو"۔(مشکوٰۃ)

تم سے اولاد نیک سلوک کرے گی :- (۵۸) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاک دامن ہو جاؤ جس کے سبب تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے باپوں کے ساتھ نیک سلوک کرو جس کے سبب تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے"۔(مستدرک۔حاکم)

باپ ہبہ واپس لے سکتا ہے :- (۵۹) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"کوئی شخص اپنے ہبہ کو واپس نہ لے مگر اس ہبہ کو واپس لینا جائز ہے جو باپ نے اپنے بیٹے کو کیا ہو"۔(نسائی۔ابن ماجہ)

(۳) ماں کی امتیازی عظمت

قدموں کے نیچے جنت :- (۶۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"۔(خطیب فی الجامع۔کنزالعمال۔مسلم)

(۶۱) بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ماں کے قدموں کو پکڑے رہو کہ وہیں جنت ہے" ۔(ابن ماجہ ۔ کنزالعمال)

(۶۲) بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ماں کے قدموں کو تھام کیونکہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے" ۔ (احمد ۔ نسائی ۔ کنزالعمال)

ماں کا درجہ باپ وغیرہ سے بڑھ کر :۔ (۶۳) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جس کی تو پرورش کرنا چاہتا ہے تو تو تیری ماں کی پرورش کر ، پھر تیرا باپ ، پھر تیرے بھائی ، تیرے بہن اور جو تیرے قریب ہیں ان کی پرورش کر" ۔(ابو نعیم ۔ کنزالعمال)

(۶۴) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے تو آپ نے فرمایا" شوہر کا" میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے تو فرمایا" اس کی ماں کا" ۔ (حاکم)

(۶۵) ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"تیری ماں کے ساتھ نیکی کر پھر تیرے باپ کے ساتھ پھر تیرے بھائی کے ساتھ پھر تیری بہن کے ساتھ" ۔(دیلمی)

(۶۶) کلیب بن منفعہ راوی ہیں کہ بکر نے دریافت کیا یارسول اللہ میں کس کے ساتھ نیکی کروں تو فرمایا تیری ماں کے ساتھ اور تیرے باپ کے ساتھ اور تیرے بھائی کے ساتھ" ۔(بخاری ۔ مسلم ۔ طبرانی)

(۶۷) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ! مجھ کو باپ ، ماں ، بھائی ، بہن ، چچا ، ماموں ، خالہ اور دادا دادی ہیں ان میں سے کون زیادہ مستحق ہے کہ میں ان کے ساتھ نیک سلوک کروں تو آپ نے فرمایا کہ "تیری ماں کے ساتھ نیک سلوک کر پھر تیرے باپ کے ساتھ پھر تیرے بھائی کے ساتھ پھر تیری بہن کے ساتھ" ۔(دیلمی)

(۶۸) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ نبوی صلی

اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری نیک رفاقت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہے؟ فرمایا "تیری ماں" عرض کیا پھر کون؟ فرمایا "تیری ماں" عرض کیا پھر کون؟ فرمایا "تیری ماں" ۔عرض کیا پھر کون فرمایا "تیرا باپ" ۔(بخاری و مسلم)

(۶۹) دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تیری ماں کے لئے دو ثلث ۲/۳ (یعنی دو تہائی) اور تیرے باپ کے لئے ایک ثلث ۱/۳ (یعنی ایک تہائی) ہے" ۔(ابن النجار)

(۷۰) ابو ہریرہ اور معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تیری ماں کے ساتھ نیکی کر، تیری ماں کے ساتھ نیکی کر، تیری ماں کے ساتھ نیکی کر پھر تیرے باپ کے ساتھ نیکی کر پھر جو سب سے زیادہ قریب ہے" ۔(احمد ۔ابو داؤد ۔ترمذی ۔حاکم ۔کنزالعمال)

(۷۱) ابی سلالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں آدمی کو اس کی ماں کے متعلق حکم دیتا ہوں، اس کی ماں کے متعلق حکم دیتا ہوں، اس کی ماں کے متعلق حکم دیتا ہوں، میں اس کے باپ کے متعلق حکم دیتا ہوں" ۔(احمد ۔ابن ماجہ ۔حاکم ۔بیہقی)

(۷۲) مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری ماؤں کے متعلق تین مرتبہ حکم فرماتا ہے اور تمہارے باپوں کے لئے دو مرتبہ حکم فرماتا ہے" ۔(بخاری ۔ادب مفرد ۔ابن ماجہ ۔طبرانی ۔حاکم)

والدہ کو بوسہ سے نجات دوزخ :- (۷۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنی ماں کے دونوں آنکھوں کے درمیان چوما تو اس کے لئے آتش دوزخ سے پردہ ہو جائے گا" ۔(کامل ابن عدی ۔شعیب الایمان ۔بیہقی ۔کنزالعمال)

نماز میں ماں کو جواب دے :- (۷۴) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تو نماز پڑھ رہا ہو اور تیرے والدین تجھ کو پکاریں تو تیری ماں کو جواب دے اور تیرے باپ کو جواب نہ دے" ۔(دیلمی ۔

کنزالعمال)

(۷۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو آواز دی "اے جریج بیٹا!"۔ جریج عبادت خانہ میں تھا وہیں سے بولا "الہیٰ! میری ماں پکارتی ہے اور میں نماز میں ہوں"۔ ماں یہ سن کر چلی گئی۔ دوسرے روز اور پھر تیسرے روز بھی اسی طرح ماں آئی اور اپنے بیٹے کو آواز دی تو جریج نے وہی جواب دیا۔ ماں نے ناراض ہو کر بد دعا دی کہ الہیٰ جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے اس کو نہ مارنا۔ اس کے چند دن بعد ایک عورت کو بچہ پیدا ہوا جو اکثر جریج کے عبادت خانہ کے پاس بکریاں چرانے ٹھیرا کرتی تھی۔ لوگوں کے پوچھنے پر عورت نے کہا مجھے یہ بچہ جریج کے نطفہ سے ہوا ہے۔ جریج کو خبر ہوی تو بہت ناراض ہو کر اس سے انکار کرنے لگا۔ لوگ جریج کو اس عورت کے پاس لے گئے تو عورت کے شیر خوار بچے سے مخاطب ہو کر جریج نے پوچھا "تیرا باپ کون ہے" لڑکے نے جواب دیا کہ "فلاں چرواہا ہے"۔ (بخاری)

اس حدیث شریف سے پتہ چلا کہ بیٹا کتنا ہی عابد اور پاک دامن تھا لیکن ماں کی بد دعا سے وہ جھوٹی تہمت کی آزمائش میں مبتلا ہو گیا اور ایک بدکار عورت کا منہ دیکھنا ہی پڑا۔

(۷۶) طلق بن علیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر میں اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا ہوتا اور میں عشاء کی نماز شروع کر کے فاتحہ پڑھتا رہتا اور میری ماں مجھ کو "یا محمد" کہہ کر پکارتی تو میں ماں کو جواب دیتا"۔ (ابوالشیخ)

(۷۷) جوشب الفہری سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر جریج راہب (نصاریٰ کا عالم) فقیہ اور عالم ہوتا تو اپنے پروردگار کی عبادت سے اپنی ماں کی پکار کا جواب دینا بہتر جانتا"۔ (حسن بن سفیان۔ حکیم۔ بیہقی۔ کنزالعمال)

جنت نصیب ہو:۔ (۷۸) ابی مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تیری ماں زندہ ہے تو اس کے ساتھ نیکی کئے جا جنت سے نزدیک ہو جائے گا"۔ (خطیب۔ کنزالعمال)

(۷۹) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں جب جنت میں تھا یکایک ایک قاری کو سنا تب میں نے کہا کون ہے"۔ سب نے کہا یہ حارثہ بن نعمان ہیں آپ نے فرمایا "نیکی کا یہی صلہ ہے نیکی کا یہی صلہ ہے اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی ماں کے ساتھ نیکوکار تھے"۔(بخاری و مسلم)

بغیر اجازت جدا نہ ہو :- (۸۰) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تیری ماں سے بلا اجازت جدا نہ ہو یا پھر وفات پاجائے کیونکہ وہ بہت بڑے ثواب کا کام ہے"۔(طبرانی)

دردزہ کا ایک جھٹکہ :- (۸۱) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں اس قدر سخت تر دھوپ میں اپنی ماں کو اپنی گردن پر دو فرسخ تک اٹھا کر چلا ہوں کہ اس دھوپ میں گوشت کا ٹکڑا بھی جل کر کباب بن جائے، ایسی حالت میں کیا میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ تب آپ نے فرمایا "شاید کہ وہ دردزہ میں سے ایک جھٹکہ کے برابر ہو"۔(طبرانی)

عمرہ حج اور جہاد :- (۸۲) ابی مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا "کیا تیرے والدین سے کوئی باقی ہے؟" کہا میری ماں باقی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "اس کے ساتھ نیکی کر اللہ قبول فرمائے گا۔ جب تو ماں کے ساتھ نیکی کرے گا تو تو حاجی ہے، عمرہ گزار ہے اور مجاہد ہے"۔(خطیب۔ کنزالعمال)

جہاد سے افضل :- (۸۳) ابو امامہ بن ایاس سے مروی ہے کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا، میں نے بھی آپ کے ساتھ جانے کا عزم کیا تو ماموں ابو بردہ بن نیاز نے کہا کہ تم اپنی ماں کے پاس رہو۔ میں نے کہا۔ نہیں بلکہ آپ اپنی بہن کے پاس رہو۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی آپ نے ابو امامہ کو رہنے کا حکم دیا اور ابو بردہ بدر میں شریک ہوئے۔ جب حضور واپس لوٹ آئے تو ان (ابو امامہ) کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔(حسن بن سفیان۔ ابو نعیم)

(۸۴) معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں

نے دربار نبوی میں عرض کی یارسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے مشورہ لینے حاضر ہوا ہوں ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیری ماں موجود ہے، عرض کی ہاں تو ارشاد ہوا "اس کی خدمت میں حاضر رہنے کو لازم کرلے کیونکہ جنت اس کے قدموں کے پاس ہے" (احمد ۔ نسائی)

(۸۵) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کی کہ مجھے جہاد کرنے کی خواہش ہو رہی ہے اور میں اس پر قادر نہیں ہوں ۔آپ نے فرمایا "کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی باقی بھی ہیں" اس نے کہا ہاں میری ماں باقی ہے ۔ارشاد ہوا کہ "اللہ نے تیرے عذر کو قبول فرمایا اگر تو نے اس کی خدمت کی اور تیری ماں تجھ سے راضی ہو گئی تو ایسی صورت میں تو حاجی ہے اور عمرہ گزار بھی ہے اور جہاد کرنے والا بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ماں کے ساتھ نیک سلوک کر" ۔(ابن النجار ۔ کنزالعمال ۔ طبری)

(۴) والدین کی وفات کے بعد نیک سلوک

دعائے مغفرت :- (۸۶) ابی اسید مالک بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے باپ کی موت کے بعد اس کے لئے لڑکے کا استغفار کرنا نیکی ہے" ۔(ابن النجار ۔ کنزالعمال)

(۸۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "والدین کے ساتھ نیک سلوک یہ ہے کہ ان کے بعد ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے" ۔(ابن النجار)

بعد وفات نیکی کا طریقہ :- (۸۸) ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کئے یارسول اللہ! والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیک سلوک کا کوئی طریقہ باقی ہے جس کو میں بجالاؤں تو فرمایا "ہاں چار باتیں، یعنی ان پر نماز اور ان کے لئے دعا، مغفرت کرنا، ان کی وصیت کو نافذ کرنا، ان کے دوستوں کی عزت و تعظیم کرنا اور ان کے اور ان کے رشتہ دار سے نیکی کے ذریعہ رشتہ قائم رکھنا ۔یہ وہ نیک سلوک ہے جو والدین کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ کرنا باقی ہے" ۔(ابوداؤد ۔ابن ماجہ ۔ بیہقی ۔ ابن حبان ۔ ابن النجار)

(۸۹) ابی سعیدہ الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرزند کے لئے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی چار چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔اس پر نماز پڑھنا، اس کے لئے دعائے خیر کرنا، اس کا عہد اس کے بعد پورا کرنا۔ صلہ رحمی کرنا، اس کے دوست کا اکرام کرنا"۔(بخاری۔ مسلم۔ کنزالعمال)

عزیز دوستوں سے حسن سلوک :- (۹۰) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو چاہے کہ باپ کی قبر میں نیکی پہنچائے تو وہ باپ کے (انتقال کے) بعد اس کے عزیزوں دوستوں سے نیک سلوک کرے"۔(ابن حبان۔ابو یعلیٰ)

(۹۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نیکی میں زیادہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے باپ کے دوستوں سے میل جول رکھے"۔(احمد۔ادب مفرد بخاری۔ مسلم۔ابو داؤد۔ترمذی)

خود کی بخشش :- (۹۲) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کی موت کے بعد ان کا نافرمان لڑکا ان کے لئے ہمیشہ دعا کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھتا ہے" (ابن عساکر)

حج کی ادائی :- (۹۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے باپ یا ماں کی جانب سے جس نے حج ادا کیا تو اس سے اس کا حج ادا ہو گیا اور اس حج کی فضیلت اس کو نصیب ہو گی"۔(دار قطنی)

(۹۴) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب آدمی اپنے والدین کی جانب سے حج کرتا ہے تو ان کے لئے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں خوش ہوتی ہیں"۔(دار قطنی)

(۹۵) ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ جہنیہ کی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں نے جو حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور وفات پا گئیں، کیا ان کی طرف سے حج

کر لوں ، فرمایا" ہاں اس کی طرف سے حج کرو بھلا تیری ماں پر اگر قرض ہوتا تو اس کو وہ ادا کرتی تھی یا نہیں ۔اسی طرح خدا کا قرض ادا کر کہ وہ ادائی کا زیادہ مستحق ہے " ۔ (بخاری)

(۹۶) ایک دوسری حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے (حج کرنے والی اولاد کو) دس حج کا ثواب زیادہ ملے " ۔(دار قطنی)

قرض کی ادائی :- (۹۷) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کا قرض ادا کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں ابرار (نیک لوگوں) کی جماعت میں اٹھائے گا " ۔(طبرانی)

(۹۸) عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جس نے والدین کی قسم پوری کی ، ان کے قرض کو ادا کیا اور ان کو گالیاں نہیں دلوایا تو وہ شخص والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا ۔اگرچہ اس کی زندگی میں وہ نافرمان تھا ، اور جس نے ان کی قسم پوری نہیں کی ، ان کا قرض ادا نہیں کیا اور ان کو گالیاں دلوایا تو نافرمان لکھا جائے گا اگرچہ اس کی زندگی میں وہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا " ۔(طبرانی)

نفل صدقہ :- (۹۹) ابن عمر اور معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جب تم میں کوئی شخص نفل صدقہ دے تو چاہئے کہ اسے اپنے والدین کی جانب سے کرے کیونکہ اس کا ثواب انہیں بھی ملے گا اور اس (صدقہ دینے والے) کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی " ۔(دیلمی ۔ طبرانی ۔ابن عساکر)

ہر جمعہ کو اولاد کے اعمال پیش :- (۱۰۰) عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے والد سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پیر اور جمعرات کو اللہ تعالیٰ کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام اور والدین کے سامنے ہر جمعہ کو پیش ہوتے ہیں تو وہ (یعنی انبیاء اپنے امتیوں کے اور والدین اپنی اولاد کے) نیک

اعمال پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے سفید اور چمکدار ہوجاتے ہیں ۔ اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو (گناہوں سے) ایذاء نہ پہنچاؤ" ۔ (حکیم)

جمعہ کو زیارت قبر والدین :- (۱۰۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے" ۔ (ترمذی ۔ حکیم)

(۱۰۲) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرلے اور وہاں سورہ یٰسین پڑھے تو وہ بخشدیا جائے" ۔ (ابن عدی)

(۱۰۳) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر جمعہ والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورہ یٰسین پڑھے تو یٰسین میں جتنے حروف ہیں ان سب کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے" ۔ (ابن النجار ۔ ابن عدی ۔ ابو الشیخ ۔ دیلمی ۔ رافعی)

زیارت قبر سے حج کا ثواب :- (۱۰۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو ثواب کی نیت سے اپنے والدین دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ ایک حج مبرور کے برابر ثواب پائے اور جو والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کثرت سے کیا کرتا ہو تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کے لئے آئیں" ۔ (ترمذی ۔ حکیم ۔ ابن عدی)

صالح اولاد کی دعا نفع بخش :- (۱۰۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! موت کے بعد عمل ختم ہوجاتا ہے ۔ لیکن صرف تین باتیں ایسی ہیں کہ موت کے بعد بھی جن کا دنیا میں سلسلہ باقی رہنے تک اس کا ثواب اور نفع میت کو برابر پہنچتا رہتا ہے ایک تو صالح اولاد کی دعا اپنے ماں باپ کے لئے دوسرے رفاہ عام کے لے بنائی گئی کوئی چیز اور تیسرے کسی کو سکھایا گیا علم ۔ (مسلم ۔ مشکوٰۃ)

(۵) والدین کی نافرمانی کا برا انجام

وہ مجرم ہے :- (۱۰۶) معاذ رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کا نافرمان مجرم ہے ہے" ۔(ابن منیع ۔طبرانی)

رنجیدہ کرنا :- (۱۰۷) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے والدین کو غمگین (رنجیدہ) کیا تو اس نے ان کی نافرمانی کی" ۔(خطیب فی الجامع)

کسی عمل میں نفع نہیں :- (۱۰۸) ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے نافرمان کے ساتھ کوئی عمل نفع نہیں دیتا" ۔(طبرانی)

رزق منقطع :- (۱۰۹) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب بندہ اپنے والدین کے لئے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق منقطع ہوجاتا ہے" ۔(حاکم ۔دیلمی)

خیرات وعدل نامقبول :- (۱۱۰) ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے زوایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے نافرمان سے اللہ تعالیٰ کسی خیرات اور عدل کو قبول نہیں فرماتا" ۔(طبرانی)

فرض، نفل نامقبول :- (۱۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جس پر اس کے والدین بلاظلم غضب ناک ہوں تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی" ۔(ابوالحسن)

(۱۱۲) ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین اشخاص کا کوئی فرض و نفل (عمل) اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ۔والدین کا نافرمان، صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی و بدی کو تقدیر الہیٰ سے نہ ماننے والا" ۔(ابن ابی عاصم)

(۱۱۳) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کے نافرمان سے کہا جاتا ہے کہ تو جو چاہے طاعت کہ کرلے میں تجھے نہیں بخشتا" ۔(ابونعیم)

خدا کی نظر سے محروم :- (۱۱۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ والدین کے نافرمان کی طرف نہیں دیکھے گا"۔(احمد۔نسائی۔حاکم)

(۱۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ والدین کی نافرمان اولاد کو دوست نہیں رکھتا"۔(مسند امام احمد)

ناک پر خاک پڑے :- (۱۱۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس شخص کی ناک پر خاک پڑے جس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی زندہ ہو یا بوڑھے ہو اور ان کی خدمت نہ کر کے وہ اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنائے" (مسلم)

جنت سے محروم :- (۱۱۷) علی رضی اللہ عنہ سے (خطیب میں)، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے (حاکم۔نسائی میں)، ابن سعید رضی اللہ عنہ سے (ابن جریر۔مسند ابولیلیٰ میں) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (طبرانی۔خرائطی میں) روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا"۔

(۱۱۸) "والدین کے نافرمان پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام فرمایا ہے" (مسند امام احمد)

(۱۱۹) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین شخص جنت میں نہیں جائیں گے، والدین کا نافرمان، مردانی وضع بنانے والی عورت اور دیوث"۔(نسائی۔حاکم۔بزار)

(۱۲۰) مجاہد راوی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کا نافرمان جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھے گا اگرچہ وہ پانچ سو برس کے راستہ کی مسافت سے بھی پائی جائے گی"۔(ابن جریر)

(۱۲۱) علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگرچہ وہ ہزار برس کے راستہ کی مسافت سے بھی پائی جائے گی"۔(دیلمی)

اللہ کا ملعون :- (۱۲۲) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی"۔ (احمد۔ مسلم۔ نسائی)

(۱۲۳) علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کے نافرمان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے"۔ (حاکم)

کبیرہ گناہ :- (۱۲۴) ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں سے ہے"۔ (ابن جریر)

(۱۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا گناہ کبیرہ ہے"۔ (بخاری)

(۱۲۶) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی کو حرام کر دیا ہے"۔ (بخاری۔ مسلم)

گالی دینا :- (۱۲۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو شخص اپنے والدین کو گالی دے اس کو مارو اور جو ان کو مارے اس کو قتل کرو"۔ (دیلمی)

(۱۲۸) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اپنے والدین کو گالیاں دینا کبائر گناہ سے ہے وہ اس طرح کہ آدمی جب کسی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور اگر ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی ماں کو گالی دیتا ہے"۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

باپ کی بددعا فوراً قبول :- (۱۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تین دعائیں ایسی ہیں جن کے مقبول ہونے میں کوئی شک نہیں، ایک مظلوم کی دعا، دوسری مسافر کی دعا اور تیسری باپ کی اپنے بیٹے پر بد دعا"۔ (ترمذی)

(نوٹ :- لہذا اولاد کو ایسی حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے والدین کو ان کے حق میں بددعا کرنی پڑے اور والدین کو بھی حتی الامکان اولاد پر بددعا کرنے سے بچنا چاہیے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے)

موت کے وقت کلمہ نصیب نہ ہو :۔ (۱۳۰) حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" علقمہ نامی ایک نوجوان جب حالت نزع میں تھا کلمہ تلقین کیا گیا تو نہ کہہ سکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوی تو آپ تشریف لے گئے اور فرمایا کہہ " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ " ۔ کہا مجھ سے کہا نہیں جاتا فرمایا" کیوں " ؟ عرض کیا گیا وہ شخص اپنی ماں کو ستاتا تھا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ماں کو (جو ناراض تھی) بلاکر فرمایا۔" یہ تیرا بیٹا ہے ؟" عرض کی ہاں! فرمایا" تو سن لے ایک عظیم الشان آگ بھڑکائی جائے اور کوئی تجھ سے کہے کہ اگر تو اس کی شفاعت کرے تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں ورنہ اس کو جلادیں گے کیا اس وقت تو اس کی شفاعت کرے گی" ؟ عرض کی یارسول اللہ شفاعت کروں گی۔ فرمایا " پھر تو اللہ کو اور مجھے گواہ کرلے کہ تو اس سے راضی ہوگئ" ۔ اس نے عرض کی الہیٰ میں تجھے اور تیرے رسول کو گواہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان سے فرمایا" اے لڑکے کہہ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" ۔ اس جوان نے کلمہ پڑھا اور انتقال کیا۔ حضور نے فرمایا" شکر ہے اس خدا کا جس نے اس کو میرے وسیلے دوزخ سے بچالیا" ۔ (طبرانی)

دنیا ہی میں عذاب :۔ (۱۳۱) ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" والدین کی نافرمانی کا عذاب اللہ تعالیٰ دنیا میں جلد دے گا" ۔ (تاریخ بخاری ۔ طبرانی)

(۱۳۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بندے کے تمام گناہوں میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ بروز قیامت بخش دیتا ہے مگر والدین کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا کہ والدین کی نافرمانی کے گناہ کا عذاب اس دنیا میں مرنے سے پہلے دے دیتا ہے" ۔ (بیہقی)

تیز نظر :۔ (۱۳۳) بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس نے اپنے باپ کی طرف نظر کو تیز کیا (یعنی غصہ سے دیکھا) تو وہ اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے" ۔ (خرائطی ۔ طبرانی ۔ ابن مردویہ)

دوزخ کا عذاب :- (۱۳۴) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے اپنے والدین کو ناراض رکھ کر شام کیا تو اس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اگر والدین میں سے ایک (ناراض) ہے تو ایک دروازہ"۔ صحابہ نے عرض کیا اگر والدین اس پر ظلم کئے ہوں تو آپ نے فرمایا "اگرچہ اس پر ظلم کئے ہوں"۔ (دیلمی)

(۱۳۵) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی حدیث شریف کی روایت ہے (دار قطنی)

(۱۳۶) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عبداللہ بن حراش کی ران دوزخ میں احد کے پہاڑ کی مانند ہے اور اس کا داڑھ انڈے کی مانند ہے" عرض کیا گیا کہ یہ کس وجہ سے ہے تو ارشاد ہوا! "وہ اپنے والدین کا نافرمان تھا"۔ (طبرانی)

جنت کا دروازہ

خوش ہوں والد تو خوش نصیب ہیں آپ
ان کی بدخدمتی ہے ورنہ پاپ
ہے حدیثِ رسولِ پاک اعظم
"خلد کا بابِ داخلہ ہے باپ"

تیسرا باب
عظمت والدین انبیائے کرام کی نظر میں

ذیل میں انبیائے کرام کے چند منتخبہ ایسے واقعات درج کئے جاتے ہیں جس سے والدین کی عظمت و عزت کا ثبوت ملتا ہے ایسی نافرمان اولاد کی جہاں مثالیں پیش کی گئی ہیں جو خدا کے نافرمان ثابت ہوئے تو وہیں ایسی سعادت مند اولاد کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جنہیں اپنے والدین کی اطاعت و فرمانبرداری کی بدولت حق تعالیٰ نے بے پناہ نعمتوں سے نوازا۔ان دونوں پہلوؤں سے والدین کی عظمت کا بین ثبوت ملتا ہے

(۱) دنیا کا پہلا نافرمان بیٹا :۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت حوا کے بطن سے بیس حمل کے ذریعہ چالیس بچے اس طرح پیدا ہوئے کہ ہر حمل میں ایک لڑکا ایک لڑکی ایک ساتھ پیدا ہوتے تھے۔ سب سے پہلے حمل سے "قابیل" اور اس کی بہن " اقلیمہ " پیدا ہوئے ، ایک سال بعد دوسرے حمل سے " ہابیل " اور اس کی بہن " لیوا " پیدا ہوئے ۔ اس زمانہ میں ساتھ پیدا ہونے والی بہن سے نکاح حرام تھا البتہ دوسرے حمل کی بہن حلال ہوتی تھی ۔ چونکہ اقلیمہ خوبصورت تھی اس لئے اس کے ساتھ پیدا ہوا بھائی قابیل اسی سے نکاح کا خواہش مند تھا جس کو آدم علیہ السلام نے حرام قرار دیا اور فرمایا کہ اقلیمہ کا نکاح ہابیل سے حلال ہے اور قابیل کے لئے لیوا حلال ہے اور یہ رب تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہے ۔ لیکن قابیل اپنی خوبصورت بہن اقلیمہ سے ہی نکاح پر اصرار کرتے ہوئے اپنے والد سے کہنے لگا کہ آپ جھوٹ کہتے ہیں رب تعالیٰ کا یہ حکم نہیں ہے بلکہ آپ کی اپنی رائے ہے کیونکہ آپ ہابیل کو زیادہ چاہتے ہیں اس طرح قابیل ناقابل و نالائق ہوتے ہوئے اپنے والد کا دنیا میں پہلا نافرمان بیٹا ثابت ہوا۔

(۲) باپ کا نافرمان ، خدا کا مردود :۔ بالآخر حضرت آدم علیہ السلام نے ہدایت دی کہ تم دونوں اقلیمہ کے متعلق اپنی اپنی قربانیاں پیش کرو ۔ جس کی

قربانی قبول ہو جائے وہی اقلیمہ سے نکاح کرے جس سے دونوں نے اتفاق کر لیا۔ قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا اور ہابیل جانور پالتا تھا اس لئے ہابیل نے نہایت نفیس دنبہ ذبح کیا اور قابیل نہایت ناقص و ناکارہ گیہوں کی کچھ مقدار لے آیا اور دونوں نے اپنی اپنی قربانیاں ایک پہاڑ پر رکھ دیں۔ اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ سفید رنگ کی غیبی آگ آسمان سے آتی اور ایک آن میں قربانی کی چیز کو جلا جاتی تھی اور مردود قربانی پر آگ نہ آتی اور نہ جلاتی بلکہ وہ یوں ہی پڑی رہتی تھی۔ قرآن پاک میں اسی کا ذکر ہے کہ

"إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ" (مائدہ ۲۷)

ترجمہ :- "جب دونوں نے قربانی پیش کی تو دونوں میں سے ایک کی قبول کر لی گئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی" یعنی ہابیل کی قربانی قبول اور قابیل کی قربانی رد ہو گئی۔ اس طرح باپ کا نافرمان بیٹا خدا کے پاس بھی مردود ہو گیا۔ اور خدا کے اس فیصلہ سے بھی سرکش ہو کر بالآخر اس نے ہابیل کو قتل بھی کر ڈالا۔ نافرمان بیٹے کی نیز ایک عورت کے لئے قتل و خون کی دنیا میں یہ سب سے پہلی مثال تھی۔

(۳) نافرمان بیٹا طوفان میں غرق :- حضرت نوح علیہ السلام کی کافر و سرکش قوم پر طوفان کی شکل میں عذاب الٰہی نازل ہوا اور حق تعالیٰ کی ہدایت پر آپ اپنی بنائی ہوئی کشتی میں ایمانداروں کے ساتھ سوار ہو گئے تو آپ کا کافر بیٹا کنعان آپ کی کشتی میں نہیں آیا۔ آخری وقت آپ نے کنعان کو ایمان کی دعوت قرآن کے ان الفاظ میں دی۔

وَنَادٰى نُوْحُ ِۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ (ھود۔۴۲)

یعنی "اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا، اے میرے بچے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو"۔ لیکن کنعان ایمان ہی نہ لایا اس لئے کشتی میں اس کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیگر کافروں کے ساتھ کنعان بھی پانی میں غرق ہونے لگا جس کو نوح علیہ السلام دیکھ نہ سکے تو بارگاہ الٰہی میں

عرض کی کہ اے میرے رب! میرا بیٹا بھی تو میرا گھر والا ہے اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے۔ گویا کہ بیٹے کو بچانے کی ایک استدعا تھی حق تعالیٰ نے اس کے خلاف متنبہ فرمایا کہ کنعان تیرے اہل بیت میں نہیں ہے اس کا عمل غیر صالح یعنی وہ بد عقیدگی کا پیکر ہے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہوا "اے نوح! مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن"۔

بالآخر کنعان کو پہلے تو کافروں کی صحبت اور پھر باپ کی نافرمانی نے دنیا و آخرت میں برباد کر ڈالا۔

اشرف التفاسیر میں ہے کہ کنعان کا ڈوبنا بھی خود نوح علیہ السلام کی بد دعا کا نتیجہ تھا کہ جو قرآنی الفاظ میں اس طرح ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا (نوح۔۲۶)

یعنی "اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ"۔ اس دعا میں کسی کافر کو نوح علیہ السلام نے مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ نہ کنعان کو اور نہ کسی اور اپنے گھر والے کافر کو۔ لہذا آپ کی پچھلی دعا قبول ہوی اور کافر بیٹا غرق ہو گیا۔

پسر نوح با بداں بنشست ؛ خاندان بنوتش گم شد

یعنی کنعان نے ایک پیغمبر کا بیٹا ہوتے ہوے بروں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کی تو اس کا خاندان ہی برباد ہو گیا۔

(۴) اولاد کے حق میں باپ کی نیک دعا :۔ جب خدا کے مقدس گھر کعبۃ اللہ یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کا وقت آیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تعمیر میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے ہر طرح معاون ثابت ہوے چنانچہ آپ پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے اور والد محترم ردے رکھتے جاتے تھے۔ اس موقع پر آپ کے لب سے جو دعائیہ ترانہ بلند ہوا قرآن شریف ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

(بقرہ۔۱۲۹)

یعنی "اے ہمارے رب! ایک رسول بھیج جو ان ہی میں سے ہو جو تیری آیات ان پر تلاوت کرے اور انہیں کتاب اللہ اور اس کے اسرار کی تعلیم دے اور ان کے دلوں کو پاکیزگی عطا کرے۔ بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے"۔

اور یہ اس آرزو کا اظہار تھا جس کو پورا کرتے ہوئے حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی ہی نسل اور اولاد میں خاتم النبین رحمتہ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ چنانچہ حضور نے اس پر ناز کرتے ہوئے فرمایا کہ میں دعائے ابراہیم کا نتیجہ ہوں۔

(۵) اطاعت گزار باپ اور فرمانبردار فرزند :۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر تھے جن کی ساری زندگی خدا پرستی، حق گوئی اور خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے جذبہ سے سرشار، فداکاری کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ کو خواب میں اشارہ خداوندی ہوا کہ وہ اپنے چہیتے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو خدا کی راہ میں ذبح کر دیں۔ چنانچہ آپ اپنے ہونہار بچہ کا ہاتھ پکڑ کر جنگل میں لے گئے اور خدا کا حکم سناتے ہوئے دریافت کیا "**فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی** (صفت ۔ ۱۰۲)" یعنی "بیٹے! بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے"۔ خدا اور والدین کے نہایت فرماں بردار اسمٰعیل نے بلاتردد راضی ہو کر جواب دیا کہ "**یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ** (صفّت ۔ ۱۰۲)" یعنی "ابا جان! خدا نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے اسے کر گزرئیے، انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے"۔

چنانچہ باپ نے بیٹے کو لٹا دیا اور گردن پر چھری پھیرنی شروع کر دی۔ ملاء اعلیٰ میں اس وقت ایک شور مچ گیا۔ فرشتے چیخ اٹھے مگر نہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں کوئی لغزش آئی اور نہ ہی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیشانی پر کوئی شکن آئی۔ خدا کے اس امتحان میں باپ نے خدا کے حکم کی تعمیل میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور بیٹے نے سعادت مندی کا پورا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر جنت کا ایک فربہ دنبہ وہاں لایا گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلہ اس کو قربان کر دیا گیا۔ باپ کو خلیل اللہ اور بیٹے کو ذبیح اللہ کے خطابات سے نوازا گیا اور ان دونوں کی یاد کو تاقیامت زندہ و تازہ رکھنے کی خاطر قربانی کی اس سنت کو شریعت مصطفیٰ کا جزو لازم

بنادیا گیا۔ سورہ صٰفّٰت کی آیات نمبر (۱۰۱ تا ۱۰۸) میں یہی واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔

(۶) باپ کے اشارہ پر بیوی کو طلاق :۔ قرآن حکیم میں اس کا ذکر ہے کہ مشیت ایزدی کے پیش نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ بی بی ہاجرہ اور شیر خوار فرزند اسمٰعیل علیہما السلام کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر واپس ہو گئے۔ روایت ہے کہ ایک عرصہ بعد جب اللہ کے خلیل اپنے فرزند کی خبر لینے گئے اور ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو پتہ چلا کہ آپ کے شادی شدہ جوان فرزند باہر گئے ہوئے ہیں البتہ ان کی بیوی مکان میں موجود تھیں لیکن وہ اپنے محترم خسر کے ساتھ بڑی سرد مہری اور بے اعتنائی سے پیش آئیں۔ واپس ہوتے ہوئے آپ اپنے فرزند کے نام یہ پیام چھوڑ گئے کہ "تمہارے گھر کی چوکھٹ بدل دو" سعادت مند فرزند گھر آئے تو اپنے والد ماجد کا اشارہ سمجھ گئے اور اپنی اس بیوی کو طلاق دیکر دوسرا عقد کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ حضرت خلیل اپنے فرزند کے مکان پر آئے تو اس بار بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر نہ تھے البتہ وہاں موجود ان کی بیوی نے اپنے خسر کے ساتھ نہایت ادب و احترام اور خوش اخلاقی و تواضع کا مظاہرہ کیا۔ اس دفعہ واپس ہوتے ہوئے آپ فرزند کے لئے یہ پیام چھوڑ گئے کہ "گھر کی موجودہ چوکھٹ اچھی ہے اس کی حفاظت کرو" اور یہی وہ خوش قسمت خاتون ہیں جو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی امین ثابت ہوئیں اور جن سے آگے ان کی نسل جاری ہوئی۔

اس واقعہ میں ایک اطاعت شعار بیٹے نے محض اپنے والد کی خوشنودی کی خاطر ان کے صرف ایک اشارہ پر اپنی بیوی کو بھی طلاق دینا گوارا کر لیا اور اس طرح والد کی عظمت کی ایک نظیر قائم کر دی۔

(۷) موسیٰ علیہ السلام کی الواح اور والدین :۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کردہ الواح (تختیوں) پر لکھا تھا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کر۔ پھر میں تجھ کو مصائب سے بچاؤں گا اور تیری عمر میں زیادتی کروں گا اور تجھ کو اچھی زندگی کے ساتھ زندہ رکھوں گا اور اس زندگی کی خیر سے تجھ کو فائدہ دوں گا (ابن عساکر)" اسی طرح ابو نعیم میں روایت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی "اے موسیٰ عاق (نافرمان) شخص کا ایک کلمہ دنیا کے پہاڑوں کی تمام

کنکریوں کے برابر گراں ہے۔" موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! عاق کون ہے تو ارشاد ہوا کہ "جب بیٹا اپنے والدین کو یوں جواب دیتا ہے کہ "لَا لَبَّیْکَ" یعنی "نہیں آتا جاؤ"۔

(۸) باپ کا احترام نہ کرنے پر خدا کا غصہ :۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تو وہ اپنے والد ماجد کے استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ "اے یوسف! کیا تم اپنے والد کے لئے کھڑے ہونے کو بہت بڑی بات سمجھتے ہو؟ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! میں تمہارے صلب میں سے نبی پیدا نہ کروں گا"۔

(۹) فرمانبردار بیٹا خدا کو محبوب :۔ حضرت زکریا علیہ السلام کبر سنی کو پہنچ چکے تھے ایک روایت میں ہے ۹۰ بلکہ ۱۲۰ برس کی عمر ہو گئی تھی اور اب تک اولاد سے محروم تھے۔ اپنی ضعیفی سے بظاہر مایوس تھے مگر خدا کی رحمت سے ناامید نہیں تھے چنانچہ بارگاہ ایزدی میں اولاد کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو ایک صالح اور خدا ترس بیٹا یحییٰ عطا ہوا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام بچپن ہی سے پاکیزہ صفت اور متقی تھے لڑکپن میں اپنے والد کے وعظ میں دوزخ کا حال سنتے تو رونا شروع کر دیتے اور بے تحاشا خوف خدا سے آنسو بہایا کرتے کبھی غار میں جا کر چھپ جاتے اور رونے میں گزار دیتے۔ لیکن آپ کی والدہ "الیشاع" جب تلاش بسیار کے بعد بیٹے تک پہنچ کر گھر آنے کی خواہش کرتیں تو اپنی ماں کے حکم کی تعمیل میں ماں کے ساتھ آجاتے۔ آپ اپنے والدین کے نہایت اطاعت گزار اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرتے تھے۔ ان کی نافرمانی کبھی نہ کرتے جس کی تصدیق قرآن نے بھی یوں فرمائی کہ "یحییٰ اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے والا تھا اور سرکش و نافرمان نہیں تھا"۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے پہلے باب میں سلسلہ نمبر (۱۴) کی آیت یعنی سورہ مریم کی آیت نمبر (۱۴) کی تشریح۔

(۱۰) ماں کا فرمانبردار خدا کو پسند :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کے ساتھ جو حسن سلوک فرمایا اور ان کی نافرمانی ہرگز نہ کی تو خدا کے محبوب بنے اس کے تفصیلی واقعہ کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے پہلے باب کی آیت سلسلہ نمبر (۱۵) کی تشریح۔

(۱۱) بیٹے کی زبان پر کلام الٰہی اور باپ کی مغفرت :۔ قرآن حکیم سے قبل آئی آسمانی کتابوں میں بھی بسم اللہ کی آیت موجود تھی جس کی بدولت عذاب الٰہیٰ سے حفاظت و نجات حاصل ہوتی تھی ۔چنانچہ " بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ " کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر پر سے گزر ہوا۔نگاہ نبوت نے دیکھا کہ صاحب قبر پر سخت عذاب ہورہا ہے ۔آپ چند قدم آگے گئے اور باطہارت ہوکر واپس آئے تو یہ ملاحظہ فرماکر بہت حیران ہوگئے کہ چند لمحے قبل جس قبر والے پر شدید عذاب ہورہا تھا اب اسی پر خدا کے نور و رحمت کی بارش ہورہی ہے ۔اس کا سبب جاننے کے لئے بارگاہ ایزدی میں رجوع ہوئے تو ارشاد باری ہوا "اے روح اللہ! یہ شخص زندگی میں سخت گنہگار اور بدکار تھا اسی لئے عذاب میں گرفتار کیا گیا تھا لیکن مرتے وقت اس نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا تھا جسے بیٹا پیدا ہوا۔وہ بڑا ہوا تو ماں نے آج اس کو مکتب میں بھیجا جہاں استاد نے اسے ابھی ابھی بسم اللہ پڑھایا ہے' مجھے حیا آئی کہ زمین کے اندر میں اس شخص کو عذاب کیسے دوں کہ جس کا بیٹا زمین پر میرا نام لے رہا ہے ۔اس لئے باپ پر نازل ہونے والے عذاب کو فوراً رحمت سے بدل دینے کا میں نے حکم دیا" ۔ پتہ چلا کہ نیک اور قرآن پڑھنے والی اولاد کے طفیل میں والدین کو عظمت نصیب ہوتی ہے ۔

(۱۲) عظمت والدہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم :۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب چھ برس کی ہوگئی تو آپ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ میں حضور کے دادا کے ننھیال بنوعدی بن نجار کے رشتہ داروں کی ملاقات کے لئے یا اپنے شوہر مرحوم (یعنی حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ) کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئیں وہاں سے واپسی پر "**ابواء**" نامی گاؤں میں بی بی آمنہ کی وفات ہوگئی اور وہیں مدفون ہوئیں۔ حضور کے والد حضرت عبداللہ کی وفات تو اسی وقت ہوگئی تھی جب کہ آپ اپنی والدہ بی بی آمنہ کے شکم اطہر میں تھے اور حمل شریف کو صرف دو مہینے پورے ہوئے تھے۔ اس طرح حضور کے سر پر سے اپنی ولادت مبارکہ سے قبل اپنے والد ماجد کا اور کمسنی میں ہی اپنی مادر مہربان کا سایہ شفقت اٹھ چکا تھا۔اس کے باوجود آپ نے بی بی آمنہ

کے مزار اقدس کی زیارت فرما کر اپنی والدہ کی عظمت کا اظہار فرمایا جس کا ذکر احادیث کی مستند و صحیح کتب، مسلم، نسائی اور ترمذی میں موجود ہے۔

(۱۳) **رضاعی والدہ کے لئے حضور کا احترام** :۔ البتہ ابو داؤد اور مشکوٰۃ میں حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم "جعرانہ" کے مقام پر گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک ضعیفہ خاتون تشریف لائیں۔ جن کے استقبال کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور اپنی چادر مبارک بچھا کر انہیں اس پر بٹھایا۔ صحابہ کرام نے یہ منظر دیکھا تو پوچھنے لگے کہ یہ خوش نصیب خاتون آخر کون ہے جن کے استقبال میں ہمارے آقا خود تعظیم و تکریم سے پیش آرہے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ حضور کی رضاعی والدہ بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں جنہیں آپ کو شیر خواری میں اپنا دودھ پلانے کی سعادت حاصل ہوی تھی۔

اس سے خود اندازہ ہو گیا کہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جن کی تعظیم و توقیر کے لئے قرآن میں "وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ" (فتح۔۹) کا سب کو حکم دیا گیا آپ نے صرف رضاعی والدہ کی تعظیم و تکریم اور ادب و احترام کی یہ مثال اور یہ نمونہ پیش فرمایا ہے تو پھر حقیقی والدہ کی عظمت اور شان کا کیا درجہ ہوگا۔

(۱۴) **حضور کے والدین کا ایمان** :۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین دونوں کو بعض علماء متقدین مومن نہیں مانتے اور بعض علما نے اس مسئلہ میں توقف کیا اور فرمایا کہ اس میں زبان کو روکنا اور خدا کے سپرد اس کا علم کر دینا چاہیئے۔ لیکن اہلسنت کے علمائے محققین مثلاً امام جلال الدین سیوطی، علامہ ابن حجر، امام قرطبی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور مولانا عبد الحق مہاجر مدنی رحمہم اللہ وغیرہ کئی حضرات کا یہی عقیدہ اور قول ہے کہ "حضور کے ماں اور باپ دونوں یقیناً اور بلاشبہ مومن ہیں"۔

چنانچہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے "حضور کے والدین کو مومن نہ ماننا یہ علماء متقدین کا مسلک ہے لیکن علمائے متاخرین نے تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ حضور کے والدین بلکہ حضور کے تمام

آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں"۔

اس کی تائید میں جو ثقہ دلائل دیئے گئے ہیں ان میں سے ایک تو یہ کہ حضرت عبداللہ اور بی بی آمنہ حضور کے اعلان نبوت سے پہلے ہی ایسے زمانہ میں وفات پاگئے جو زمانہ "فترت" کہلاتا ہے۔ان دونوں تک حضور کی دعوت ایمان پہنچی ہی نہیں لہذا ان کو کافر نہیں کہا جاسکتا دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان دونوں کو زندہ فرماکر ان کی قبروں سے اٹھایا انہوں نے کلمہ پڑھ کر حضور کی تصدیق بھی کی۔یہ واقعہ جس حدیث میں ہے اس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ "صحیح" اور "حسن" کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔

حضور کے ماں اور باپ دونوں کا زندہ ہونا اور ایمان لانا نہ عقلاً محال ہے اور نہ شرعاً ناممکن ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتایا۔علاوہ ازیں اصحاب کہف کو تین سو برس سے زیادہ عرصہ کے بعد ان کے غار سے اٹھا کر اللہ تعالیٰ نے ایسی نشانی ظاہر کر دی کہ جس سے موت کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے کا ہر شخص کو یقین ہو گیا۔یہی نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے مردوں کا زندہ ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے، تو حضور کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے میں بھی کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے۔البتہ جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ

"میں نے اپنی والدہ کے لئے دعائے
مغفرت کی اجازت طلب کی تو مجھے اس کی اجازت
نہیں دی گئی"

یہ حدیث حضور کے والدین کے زندہ ہو کر ایمان لانے سے بہت پہلے کی ہے۔ کیونکہ حضور کے والدین کا زندہ ہو کر ایمان لانا یہ "حجتہ الوداع" کے موقع پر ہوا ہے جو حضور کے وصال سے چند ہی ماہ پہلے کا واقعہ ہے۔

چنانچہ مفسر روح البیان حضرت شیخ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ نے امام قرطبی کی کتاب "تذکرہ" کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور "حجتہ الوداع" میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے اور "حجون" کی گھاٹی پر

گزرے تو آپ رنج و غم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اور حضور کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی۔ پھر حضور اپنی اونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر بعد میرے پاس خوش خوش مسکراتے ہوئے واپس تشریف لائے۔اس کا سبب دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ حضرت آمنہ کی قبر کی زیارت کے لئے گیا تھا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرمادے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمادیا اور وہ ایمان لائیں۔

(کیوں نہ ہو بی بی آمنہ تو ساری ماؤں سے زیادہ خوش نصیب ہیں کہ جن کی اس دنیا میں خدمت کے لئے بوقت میلاد النبی، جنت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بی بی مریم اور جنت کی حوریں زمین پر حاضر ہوئیں اور آپ ہی وہ سید العالمین خیر البشر اور خیر الوریٰ صاحبزادے کی والدہ ہیں جن کے لئے جنت سے جبریئل شربت لے آئے اور جنہیں انبیائے کرام اور فرشتوں نے بشارتیں دیں)

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور اپنے ماں و باپ دونوں کی قبروں کے پاس جاکر روئے اور ایک خشک درخت زمین میں بو کر فرمایا۔"اگر یہ درخت ہرا ہو گیا تو یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے"۔

چنانچہ وہ ہرا ہو گیا۔ پھر حضور کی دعا کی برکت سے وہ دونوں اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے اور پھر اپنی اپنی قبروں میں تشریف لے گئے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی نے مشکوٰۃ کی شرح میں فرمایا ہے کہ "حضور کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ دونوں ایمان لائے اور پھر وفات پاگئے"۔ یہ حدیث صحیح ہے جس کو صحیح بتانے والے محدثین کرام میں امام قرطبی حافظ الحدیث ابن ناصر الدین جیسے حضرات ہیں۔ بہرحال اہل تحقیق اور ارباب فکر و نظر نے اپنی تصنیفات میں راسخ دلائل کے ذریعہ ثابت فرمایا ہے کہ سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد اور امہات وجدات سب کے سب توحید و ایمان کی دولت سے سرفراز تھے۔

چنانچہ قرآن میں سورہ شعراء کی آیت (۲۱۹) "وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ"
یعنی اللہ تعالیٰ دیکھتا تھا کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے

حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں اور پاک شکموں میں گردش کر رہا تھا۔ جس سے ثابت ہوا کہ رب العزت نے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساجدین سے ساجدین میں منتقل ہونے کا قدرتی اہتمام کر رکھا تھا اور یہ ساجدین یعنی سجدے کرنے والے بلاشبہ مومنین کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کے آبائے کرام اور امہاتِ عظام بے حیائی و بدکاری سے ہمیشہ محفوظ رہے جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"خَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ لَا عَنْ سِفَاحٍ" یعنی میرا ظہور نکاح ہی کے ذریعہ ہوا زنا سے نہیں۔ اس طرح آپ کے آباء و امہات سب کفر و شرک کی گندگیوں سے ملوث ہی نہ تھے۔ یہی صحیح اور مختار ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے بھی اس کی تائید میں مزید دلائل قائم کئے ہیں جن کے منجملہ یہ دلیل بھی ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے جس کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابو نعیم نے روایت کی ہے۔ "لَمْ اَزَلْ اَنْتَقِلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ" یعنی میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک شکموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔

اس حدیث شریف کے ساتھ قرآن کی یہ آیت بھی قابل غور ہے کہ "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" (توبہ ۔ ۲۸) یعنی مشرکین نرے ناپاک ہیں۔ شرک و کفر جب نجس و ناپاک ٹھیرے تو پھر اس تناظر میں نجاست و طہارت دو متضاد چیزیں ہوئیں جو ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔

(۱۵) آزر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد نہیں بلکہ چچا تھا :۔ یہاں یہ وضاحت بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قرآن میں سورہ انعام کی آیت (۷۴) "وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً" میں چونکہ آزر کو ابراہیم کا "اب" فرمایا گیا ہے اس لئے اکثر لوگ آزر نامی بت پرست کافر کو اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد سمجھتے ہیں جو غلط ہے۔ کیونکہ "اب" کے معنی عربی میں باپ کے علاوہ چچا، دادا اور نانا وغیرہ بھی ہیں۔ جیسا کہ خود قرآن کے

سورہ بقرہ کی آیت (۱۳۳) " قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ " سے ظاہر ہے یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسے پوجو گے تو انہوں نے کہا ہم آپ کے "آباء" ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق کے معبود کو پوجیں گے۔ اس آیت میں حضرات ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کو "آباء" فرمایا گیا ہے جو "اب" کی جمع ہے۔ حالانکہ ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے، ایک دادا اور ایک چچا تھے۔ لہذا سورہ انعام میں بھی آزر کو "اب" اس لئے فرمایا گیا کہ وہ حضرت خلیل کا والد نہیں بلکہ چچا تھا۔ چنانچہ قاموس اور مسالک الحنفا میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی والد کا نام "تارخ" تھا جو موحد و مومن تھے۔ آپ کے چچا کا نام آزر تھا جو مشرک تھا۔ نیز زرقانی میں ہے کہ شہاب الہیتمی نے صراحت کی ہے کہ اہل کتاب اور تاریخ کا اس پر اجماع ہے کہ آزر حضرت ابراہیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔ البتہ عربی میں والد صرف باپ کو کہا جاتا ہے۔

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے بڑھاپے میں دعایوں کی " رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراھیم ۔۴۱) جیسا کہ اس آیت کی تشریح پہلے باب میں آیت سلسلہ (۱۶) میں دی گئی ہے کہ حضرت خلیل نے اپنے حقیقی والد "تارخ" اور حقیقی والدہ "متلی بنت نمر" کے حق میں یہ دعائے مغفرت فرمائی تھی جو موحد و مومن تھے اور اس وقت تک آپ کا مشرک چچا آزر کفر پر مر چکا تھا۔ المختصر اہل تحقیق اور اصحاب عشق و عرفان نے روشن دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف والد اور والدہ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام تک آپ کے تمام دادا اور دادیاں نیز نانا اور نانیاں ایمان و توحید کی نعمت سے بہرہ ور تھے۔

یوں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ایمانی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ آپ کے والدین اور آپ کے آباء و اجداد بلکہ تمام رشتہ داروں کے ساتھ ادب و احترام کا التزام رکھا جائے۔ بجز ان رشتہ داروں کے جن کا کافر اور جہنمی ہونا قرآن و حدیث سے یقینی طور پر ثابت ہے۔

(۱۶) والدین کی معافی اور سرکار دو عالم کی شفاعت سے اولاد کی نجات :۔ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال کا حساب و کتاب ہو جانے کے بعد بلحاظ اعمال ہر ایک کو جنت یا دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا اور اللہ کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر فائز ہوں گے لیکن آپ کو جب وہاں دوزخیوں کی چیخ و پکار سنائی دے گی تو آپ بے چین و بے قرار ہو جائیں گے مقام محمود سے نکل کر بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوں گے اور ان گنہگاروں کو جہنم سے نکالنے کی التجا فرمائیں گے۔ حکم الٰہی ہو گا اے محبوب یہ راحت کا وقت ہے جاؤ آرام کرو۔ تعمیل حکم میں آپ واپس تو ہو جائیں گے مگر پھر اسی آہ و بکا کو سن کر دوبارہ بارگاہ ایزدی میں وہی التجا فرمائیں گے لیکن حکم الٰہی پر پھر واپس ہو جائیں گے۔ جب تیسری مرتبہ آپ سجدہ ریز ہو کر ان عاصیوں کو دیکھنے کی اجازت طلب کریں گے تو مولیٰ تعالیٰ اس التجا کو قبول فرماتے ہوئے فرشتوں کو حکم دے گا کہ میرے حبیب کو ان گنہگاروں کا حال دکھلاؤ۔ آپ جب بہ نفس نفیس ان کے عذاب کو ملاحظہ کرتے ہوئے عذاب کا سبب دریافت فرمائیں گے تو دوزخ کا داروغہ عرض کرے گا حضور یہ سب لوگ اپنے اپنے والدین کے نافرمان اور گستاخ تھے اور ان کے حقوق ادا نہیں کرتے تھے اسی کی پاداش میں ان سب کو یہ دردناک عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کے ماں باپ جب تک ان کو معافی نہ دیں گے اس وقت تک یہ اسی طرح عذاب میں گرفتار رہیں گے خداوند قدوس کی اجازت سے حضور شافع یوم النشور ان کے ماں باپ سے ملاقات کر کے فرمائیں گے کہ تم اپنی اپنی اولاد کی خطاؤں اور بے ادبیوں کو معاف کر دو جس سے وہ انکار کرتے ہوئے اپنے ساتھ کی گئی اولاد کی بد سلوکیوں کی داستان پیش کریں گے ایسے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کردگار سے اجازت لیکر ان والدین کو دوزخ کے دروازے پر ان کی اولاد کے عذاب کا منظر دکھلائیں گے جہاں اولاد بھی اپنے والدین کو دیکھتے ہی معافی کی التجا کرے گی۔ والدین سے عذاب کا یہ منظر دیکھا نہ جائے گا اور سب بیقرار ہو کر اپنی اولاد کو معافی دے دیں گے۔ اب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک بار بارگاہ ایزدی میں حاضر ہو کر ان گنہگاروں کی یہ کہتے ہوئے شفاعت فرمائیں گے کہ اب تو ان کے ماں باپ نے بھی ان کو معافی عطا کر دی ہے لہذا مولیٰ اب ان سب کو

بخش کر دوزخ سے نجات دیدے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی رحم آجائے گا اور اپنے محبوب کی رحمت بھری التجا کو قبول کر کے داروغہ دوزخ کو حکم فرمائے گا کہ ان سب کو عذاب دوزخ سے نجات دیدے۔ تب کہیں شفیع عاصیاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام محمود پر واپس ہو کر استراحت فرمائیں گے۔

فقط اتنی غرض ہے انعقاد بزم محشر سے
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

چوتھا باب

عظمت والدین، بزرگان دین کی نظر میں

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد ہر دور میں اللہ والوں نے اپنے والدین کی خدمت کر کے خدا اور رسول کے احکام کی تعمیل کا سچا نمونہ پیش فرمایا ہے ذیل میں بزرگان دین کے چند ایسے منتخبہ واقعات درج کئے جاتے ہیں جس سے عظمت والدین کا ایک اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۱) ماں کی خدمت کے سبب دربار رسول میں حاضر نہ ہوئے :۔ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے میں یمن کے علاقہ قرن میں ایک سچے عاشق رسول رہتے تھے جن کا نام حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھا۔ صحابیت کا شرف حاصل نہ ہو سکا اس کے باوجود ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے قرب کا یہ عالم تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"اویس احسان و مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہے، میں یمن کی جانب سے رحمت کی ہوا آتی ہوئی پاتا ہوں۔ عمر و علی کی اویس سے ملاقات ہوگی۔ جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچانے کے بعد میری امت کے لئے دعا کرنے کا پیغام بھی دینا" نیز اویس کو اپنے پیرہن مبارک کے حقدار ہونے کا اعلان بھی فرمایا۔

صحابہ کرام نے حضور سے دریافت کیا کہ اویس آپ کے ایسے عاشق صادق ہونے کے باوجود آپ کی صحبت مبارکہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے آپ کے دربار میں کیوں نہیں آئے تو حضور نے فرمایا کہ

"چشم ظاہری کے بجائے چشم باطنی سے اس کو میرے دیدار کی سعادت حاصل ہے اور مجھ تک اویس کے نہ پہنچنے کے دو سبب ہیں۔ ایک تو غلبہ حال اور دوسرے میری شریعت کی تعظیم کے خیال سے، کیونکہ اس کی ماں مومنہ بھی ہے اور ضعیفہ و نابینا بھی۔ اور وہ خود اونٹوں کی نگہبانی (شتربانی) کے ذریعہ اپنی ماں کے لئے روزگار

کماتا ہے اور خدمت والدہ میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے"۔

چنانچہ حسب ہدایت نبوی حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما نے دور خلافت میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تلاش کی، ملاقات فرمائی اور پیرہن نبوی کا تحفہ مع سلام پیش کرتے ہوئے امت مرحومہ کے حق میں دعا کرنے کے لئے وصیت رسول سنائی۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے شیدا و شیفتہ ہو کر پیرہن مبارک کو بشوق و احترام بوسہ دیا اور سجدہ ریز ہو کر طویل دعا میں مصروف و محو ہو گئے یہاں تک کہ حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما نے آپ کو اٹھایا تو آپ اٹھ کر فرط مسرت میں رونے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق یہ خوشخبری سنائی کہ میری دعاء و شفاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ سے قبیلہ ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر گنہگاروں کو بخش دیا (یہ دونوں قبیلے اپنی بکریوں کی کثرت تعداد کے لئے بہت مشہور تھے۔)

پتہ چلا کہ ماں کی عظمت و خدمت کی بدولت دربار رسول میں حاضری کے بغیر ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اس قدر بلند ہوی کہ خدا و رسول کا قرب خاص حاصل ہو گیا اور امت کے لئے دعائے مغفرت کی ان سے خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش فرمائی۔

(۲) ماں کی دعا سے اندھا بیٹا بینا :۔ حضرت محمد بن اسمٰعیل علیہ الرحمہ سے کون واقف نہیں جو امام بخاری کے لقب سے مشہور اور جن کی حدیث کی کتاب صحیح بخاری تقدس میں قرآن مجید کے بعد شمار کی جاتی ہے آپ بتاریخ ۱۳/ شوال ۱۹۴ ہجری بروز جمعہ پیدا ہوئے اور (۶۲) سال کی عمر میں شنبہ عید الفطر کی رات میں بوقت نماز عشاء سن ۲۵۶ ہجری میں وفات پائے اور سمرقند سے دس میل دور خرتنگ گاؤں میں مدفون ہوئے۔ آپ بچپن ہی میں نابینا ہو گئے تھے اطبا علاج سے عاجز آ گئے تھے جس کے سبب آپ کی والدہ کو بڑا رنج و قلق رہتا تھا اور ہر وقت نہایت گریہ و زاری کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں اپنے فرزند کی بصارت کے لئے دعا مانگا کرتی تھیں۔

مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ناگہاں ایک رات آپ کی والدہ کو خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا جنہوں نے یہ بشارت

سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے تیری گریہ وزاری اور دعا کے سبب سے تیرے فرزند کو بصارت عنایت فرمائی چنانچہ جب وہ صبح کو بیدار ہویں تو اپنے نور نظر (یعنی امام بخاری علیہ الرحمہ) کی آنکھوں کو روشن اور بینا پایا۔ جس کے بعد آپ نے ارشادات نبوی جمع کرنے کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا کہ آج امام الحدیث کہلاتے ہیں معلوم ہوا کہ ماں کی دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ اندھاپن تک دور کر کے بصارت اور روشنی عنایت فرمادیتا ہے۔

(۳) ماں کی خوشنودی سب سے اول :۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ ایک بلند پایہ عارف وصوفی گزرے ہیں آپ کی ولادت ۱۳۶ ہجری میں ہوی اور وصال بروز جمعہ ۱۵/ شعبان ۲۶۹ ہجری میں بعمر (۱۳۳) سال ہوا بسطام میں مزار پرانوار ہے۔ دوران تعلیم مکتب میں سورہ لقمان میں حکم ربانی "اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمان ۔ ۱۳) یعنی میرا اور اپنے والدین کا شکر کرو" پڑھنے کے بعد اپنی والدہ سے آکر عرض کیا کہ امی جان! مجھ سے دو ہستیوں کا شکر ایک ساتھ ادا نہیں ہوسکتا لہذا آپ مجھے خدا سے طلب کرلیں تاکہ میں آپ ہی کا شکر ادا کرتا رہوں یا پھر خدا کے سپرد کر دیجئے تاکہ اسی کے شکر میں مشغول ہوجاؤں۔ والدہ نے فرمایا کہ بیٹا! میں اپنے حقوق سے دست برادر ہوکر تجھے خدا ہی کے سپرد کرتی ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ شام کی جانب نکل گئے اور ذکر وشغل کو اپنی زندگی کا لازمہ بنالیا، تیس سال تک صحرا میں ریاضت فرمائی اور کوئی (۱۱۳) روشن ضمیر پیران کبار کی خدمت فرمائی جن میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔ سب کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوے۔ پھر ایک سال حج بیت اللہ کی سعادت اور دوسرے سال خاص کر مدینہ منورہ میں روضہ رسول کی زیارت سے فارغ ہوکر بالآخر اپنے وطن بسطام واپس ہوے۔ صبح سویرے اپنے گھر پر پہنچے اور کان لگاکر سنا تو آواز آنے لگی کہ آپ کی والدہ وضو کرتی جاتی تھیں اور یہ دعا فرمارہی تھیں کہ الہیٰ میرے اس مسافر کو اچھی طرح راحت سے رکھنا، بزرگوں کا دل اس سے راضی اور خوش رکھنا اور نیک احوال وانجام عطا فرمانا۔ اپنی والدہ کے لب سے نکلے یہ کلمات سن کر حضرت بایزید بہت روئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

ماں نے پوچھا کون ہے؟
تو جواب میں عرض کیا "آپ کا مسافر!"
والدہ نے فوراً دروازہ کھول دیا اور فرط مسرت میں رونے لگیں۔ اور بچپن میں جس عرفیت سے اپنے فرزند کو پکارا کرتی تھیں اسی نام سے فرمایا "اے طیفور! اتنی مدت کیوں لگادی۔ تیری جدائی میں روتے روتے میری بصارت ختم ہو گئی اور غم سے کمر جھک گئی ہے"۔ حضرت بایزید نے عرض کی
"امی جان! جس کام کو میں سب کاموں سے پیچھے جانتا تھا وہی سب سے اول نکلا اور وہ ہے میری ماں کی خوشنودی اور رضامندی" معلوم ہوا کہ سارے مجاہدوں، ریاضتوں اور بزرگوں کی خدمتوں نے یہی سبق سکھایا کہ دراصل گوہر مقصود تو ماں کی رضا میں رکھا ہے۔

(۴) جملہ مراتب ماں کی اطاعت کی بدولت :۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ ہی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے بھی مراتب و درجات حاصل ہوئے ہیں وہ سب میری ماں کی اطاعت کی بدولت ہیں چنانچہ ایک رات میری والدہ نے مجھ سے پانی مانگا لیکن اتفاق سے گھر میں قطعاً پانی نہیں تھا اس لئے میں گھڑا لے کر نہر سے پانی لے آیا مگر میری آمد و رفت میں تاخیر کی وجہ سے والدہ کو پھر نیند لگ گئی۔ میں رات بھر پانی لئے کھڑا رہا حتی کہ شدید سردی کی وجہ سے وہ پانی آبخورے میں جم کر برف جیسا بن گیا اور جب والدہ کی بیداری کے بعد میں نے انہیں پانی پیش کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے پانی رکھ دیا ہوتا اتنی دیر کھڑے رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کی کہ
"محض اس خوف سے کھڑا رہا کہ مبادا آپ کہیں بیدار ہو کر پانی مانگیں اور میں حاضر نہ رہوں تو اس طرح آپ کو تکلیف پہنچے گی۔ یہ سن کر انہوں نے پانی پیا اور مجھ کو دعاؤں سے نوازا۔

حضرت بایزید علیہ الرحمہ اپنی والدہ کی ان ہی دعاؤں کو اپنے عالی درجات کا سبب سمجھتے ہیں جو عظمت والدین کی ایک مثال ہے۔

(۵) ماں کی مرضی کا لحاظ :۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ ہی

فرماتے ہیں کہ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ والدہ نے فرمایا بیٹا! ذرا دروازے کا ایک پٹ کھول دو جس کے بعد انہیں آنکھ لگ گئی۔

میں رات بھر اسی خیال میں رہا کہ داہنا پٹ کھولوں یا بایاں۔ نہیں معلوم کہ کونسا پٹ کھولنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی مرضی کے خلاف غلط پٹ کھل گیا تو عدول حکمی میں شمار ہوگا۔ خدمت والدہ کی اسی برکت کے طفیل مجھے وہ سب کچھ حاصل ہو گیا جس کا میں عرصہ سے متلاشی تھا۔

(۶) خدمت والدہ کی بدولت ولایت :- بالکل ایسا ہی ایک واقعہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ ایک رات مصروف عبادت تھیں پیاس لگی تو اپنے فرزند کو پانی لانے کا حکم دیا اس اثناء میں ان کی آنکھ لگ گئی۔ مگر حسب الحکم والدہ آپ پانی لے کر حاضر ہوئے لیکن والدہ کو نیند میں پا کر صبح تک ادب و احترام کے ساتھ پانی لئے ہوئے اسی طرح کھڑے رہے۔ صبح بیدار ہو کر فرمایا مجھے نیند سے اٹھا کر پانی دے سکتے تھے تو آپ نے عرض کی آپ کی نیند اور آرام میں خلل کے خیال سے ایسا نہ کیا۔ یہ سن کر والدہؒ نے اپنے بیٹے کے حق میں دلی دعائیں دیں اور ولایت عطا فرمانے کی خدا سے درخواست کی۔ اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ آپ کو حق تعالیٰ نے تاج ولایت سے سرفراز فرمایا۔

(۷) ماں کی نصیحت پر حق گوئی کا پھل :- پیران پیر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی عالی شان شخصیت محتاج تعارف نہیں ۴۷۰ ہجری میں گیلان کے قصبہ نیف میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ ہجری ماہ ربیع الثانی میں وصال فرمائے بغداد میں روضہ اقدس آج بھی عوام و خواص کے لئے سرچشمہ فیوض و برکات بنا ہوا ہے۔ کچھ عرصہ قبل جنوری ۱۹۹۲ء میں ہمیں بھی بغداد شریف میں حاضری اور زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ہماری مقبول و مشہور کتاب "تجلیات بغداد"۔

آپ کے تعلیمی سفر کا مشہور واقعہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ کس طرح صدق گوئی کی والدہ کی نصیحت پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف آپ نے اپنی جان بچائی بلکہ کئی ڈاکوؤں کو

راہ ہدایت نصیب ہو گئی ۔ چنانچہ اٹھارہ برس کی عمر میں تحصیل علم کی خاطر والدہ کی اجازت سے بغداد کے سفر پر روانہ ہوئے تو ہمدان سے آگے پہنچتے ہی ڈاکوؤں نے حملہ کر کے قافلہ کو لوٹ لیا ۔ ایک ڈاکو نے حضرت پیران پیر سے پوچھا صاحبزادے ! تمہارے پاس بھی کچھ ہے تو آپ نے سچ بتادیا کہ میرے پاس چالیس دینار میری گدڑی کے اندر سلے ہوئے ہیں ۔ پہلے تو یقین نہ آیا لیکن تلاشی کے بعد واقعی چالیس دینار نکلے ڈاکوؤں کے سردار نے پوچھا تم نے ہم سے اپنی دولت کو کیوں نہیں چھپایا آپ نے جواب دیا کہ گھر سے نکلتے وقت میری مقدس ماں نے مجھے نصیحت فرمائی تھی اور عہد لیا تھا کہ میں کبھی کسی حال میں جھوٹ نہیں بولوں گا ۔ اس صدق بیانی سے متاثر ہو کر سردار کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے کہ

" صاحبزادے ! افسوس تم اپنی ماں کے عہدو پیماں کو تک نہیں توڑ سکتے مگر میں بدنصیب سالہا سال سے اپنے خالق و مالک کے عہد و پیمان توڑ رہا ہوں " سردار نے توبہ کر لی اور نیک راستہ اختیار کیا سب ڈاکوؤں نے بھی یہ کہتے ہوئے توبہ کر لی کہ "جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی ہمارے سردار ہو " ۔

پتہ چلا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی نصیحت پر دل سے فرمانبرداری کی تو نہ صرف اپنے جان و مال کو بچالیا بلکہ کئی رہزنوں کو اپنے ہاتھ پر تائب کر کے ان کو ہدایت کے راستہ پر گامزن فرمادیا ۔

(۸) والدین کا منہ دیکھنا مقبول حج :۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کا مرتبہ پیران چشت اہل بہشت میں کافی بلند ہے ۔ آپ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ کے خلیفہ و جانشین تھے ۵۸۲ ہجری سال ولادت ہے اور ۱۴/ ربیع الاول ۶۳۴ ہجری میں بعمر (۵۲) سال واصل بحق ہوئے ۔ دہلی میں بمقام مہرولی آپ کا آستانہ مبارک واقع ہے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ دوشنبہ کے دن میں اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا جب کہ شیخ سنجریؒ، شیخ محمد واحد چشتیؒ اور شیخ جلال الدینؒ وغیرہ دیگر بزرگ بھی موجود تھے سلطان الھند نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے جن میں پہلی چیز یہ کہ اولاد کے لئے اپنے والدین کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے

جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص اپنے والدین کا منہ خدا کی دوستی کے لئے دیکھتا ہے اس کے اعمال نامہ میں اس کے لئے ایک مقبول حج لکھ دیا جاتا ہے اور آگے فرمایا کہ جب فرزند اپنے والدین کے پاؤں پر بوسہ دیتا ہے تو حق تعالیٰ ہزار برس کی عبادت کا ثواب اس کے نامہ عمل میں لکھ دیتا اور اس کو بخش دیتا ہے۔

(۹) ماں کی قدمبوسی ذریعہ مغفرت :۔ اس کے بعد حضرت غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا ایک وقت ایک جوان گنہگار کا انتقال ہو گیا جسے لوگوں نے خواب میں دیکھا تو تعجب ہوا کہ وہ بہشت کے اندر حاجیوں کی جماعت میں چل رہا ہے۔ پوچھنے پر کہ یہ نعمت تمہیں کیسے نصیب ہوئی جب کہ تم دنیا میں کوئی بھی نیک کام نہیں کرتے تھے۔ اس نے جواب دیا ہاں میں دنیا میں یقیناً ویسا ہی تھا مگر میں جب کبھی گھر سے کہیں باہر جاتا تو اپنی بوڑھی ماں کے پاؤں پر سر رکھ کر بوسہ دیتا اس پر ماں دعا دیتی کہ حق تعالیٰ تجھے بخش دے اور حج کا ثواب تجھ کو عطا فرمائے۔ چنانچہ رب العزت نے میری ماں کی دعا کو قبول فرمالیا اور اسی کی بدولت مجھے نہ صرف بخشدیا بلکہ حج کا ثواب بھی عطا فرمایا جبھی تو میں حاجیوں کی جماعت میں شامل فردوس میں نعمتوں سے مالا مال ہوں۔

(۱۰) باعظمت والدہ کے باعظمت فرزند :۔ حضرت خواجہ قطب کاکی علیہ الرحمہ کی عمر چار سال چند ماہ ہوئی تو آپ کی تقریب تسمیہ خوانی میں حضرت غریب نواز قدس سرہٗ تشریف فرما تھے تا کہ آپ کو بسم اللہ پڑھائیں اسی اثناء میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ بھی رونق افروز ہوئے جن سے بسم اللہ پڑھانے کی درخواست خود غریب نواز نے فرمائی۔ یہ دیکھ کر سب حاضرین دنگ رہ گئے کہ جب بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کہا گیا تو صاحب زادے نے فوراً اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کی اور قرآن پاک شروع سے صاف صاف خود ہی سنانے لگے اور بتایا کہ

"مجھے پندرہ پاروں تک قرآن یاد ہے کیونکہ میں جب اپنی والدہ کے حمل میں تھا تو میری ماں اسی قدر قرآن کی تلاوت کیا کرتی تھیں میں نے سن کر وہ پندرہ پارے حفظ کر لئے ہیں"۔

یہ سب برکات ایک تو قرآن کے اور دوسرے قرآن سے شغف رکھنے والی ماں کے بھی ہیں کہ ایسی سعادت مند اولاد پیدا ہوئی جو والدہ کی عظمت کا ثبوت ہے۔

(۱۱) **ماں کی دعا سے کامیابیاں** :۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ سلسلہ چشتیہ کے نامور پیر طریقت اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے جانشین تھے ۵/ محرم ۵۶۹ ہجری کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۵۸۵ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ پاک پٹن میں آپ کی درگاہ شریف مرجع خاص و عام ہے۔ آپ اپنی دعا میں اپنی والدہ کو کبھی نہیں بھولتے تھے اور اکثر ماں کو یاد کیا کرتے تھے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ "مجھے جو کامیابیاں زندگی میں حاصل ہوئی ہیں اور مجھے جو یہ مقام نصیب ہوا ہے یہ سب میری ماں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ میری ماں تہجد کے وقت نفل نماز پڑھنے کے لئے اٹھتی تھیں اس نورانی وقت باوضو ہو کر مجھے دودھ پلایا کرتی تھیں اور میرے لئے دعائیں مانگتی تھیں۔ آج میرا مرتبہ اسی نورانی وقت کے دودھ اور دعا کا نتیجہ ہے"۔

(۱۲) **ماں کی قدم بوسی کا انعام** :۔ ایک روز ایک شخص حضرت ابو اسحٰق علیہ الرحمہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ رات کو خواب میں میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی مبارک یاقوت اور جواہر سے مرصع تھی۔ حضرت ابو اسحٰق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تو نے سچ کہا کیونکہ میں نے کل اپنی ماں کے قدم چومے تھے یہ اسی کی برکت کا اثر ہے۔ ماں کی قدم بوسی سے نورانیت اور برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور پھر ایک حدیث بھی سنائی کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے لوح محفوظ پر لکھا ہے۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا مَنْ رَضِیَ عَنْهُ وَالِدَاهُ فَاَنَا عَنْهُ رَاضٍ"

یعنی "اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں جس شخص سے اس کے والدین راضی ہوں گے میں بھی اسی سے راضی ہوں"۔

(۱۳) **ماں کی دعا سے جید عالم بن گئے** :۔ حضرت سلیم ابن ایوب

علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ میں دس برس کا تھا اور مجھ سے سورۂ فاتحہ تک نہیں پڑھی جاتی تھی تو بعض مشائخ نے مجھ سے فرمایا کہ تو اپنی ماں سے التجا کر کہ وہ تیرے لئے قرآن اور علم کے لئے دعا کرے۔ چنانچہ میں نے اپنے علم کے لئے والدہ سے دعا کرائی۔ ابن سبکیؒ فرماتے ہیں کہ

ماں کی دعا کا اثر ایسا ہوا کہ حضرت سلیم بن ایوب علیہ الرحمتہ ایسے جید عالم ہوے کہ کوئی ان کے پلہ کا نہ تھا اور وہ گویا میدان علم کے ایسے شہسوار تھے کہ کوئی ان کی گرد نہ پاتا اور نشان قدم تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

(۱۴) والدہ کے وسیلہ سے دعا مقبول :۔ حضرت ابو المؤید شیخ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک بار دہلی کے لوگ حاضر ہوے اور عرض کیا حضور! دہلی میں کئی روز سے بارش نہیں ہوی لوگ بڑے پریشان ہیں بارش کے لئے دعا فرمائیے۔ آپ منبر پر چڑھے، اپنی والدہ کے دامن کا ایک پرانا کپڑا بغل سے نکال کر اپنے ہاتھ پر رکھا اور یوں دعا مانگنے لگے۔

"الٰہی! بحرمت اس کپڑے کے جو دامن ایک ضعیفہ کا ہے جس پر ہرگز کسی نامحرم کی نظر نہیں پڑی۔ تو پانی برسادے" قدرت الٰہی سے اسی وقت بادل نمودار ہوے اور بارش ہونے لگی۔

(۱۵) ماں کو بیمار چھوڑ کر حج کرنا نیکی نہیں :۔ ایک مرتبہ فرغانہ سے ایک شخص حج کے ارادہ سے نیشاپور پہنچا تو حضرت ابو عثمان رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور سلام کیا لیکن آپ نے سلام کا جواب نہ دیا جس کا سبب پوچھنے پر فرمایا کہ تم اپنی ماں کو بیمار چھوڑ کر حج کو جا رہے ہو یہ نیکی نہ ہوگی۔ وہ شخص فرغانہ کو لوٹ گیا اور جب تک ماں زندہ رہی اس کی خدمت میں حاضر رہا۔ ماں کی وفات کے بعد وہ پھر حج کے لئے نکلا اور حضرت ابو عثمان علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا تو اس مرتبہ آپ نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کرتے ہوئے اظہار پسندیدگی فرمایا۔

(۱۶) خدمت والدہ کے بغیر حج کرنا بے سود :۔ حضرت ابو محمد مرتعش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیرہ سال مسلسل حج کئے لیکن غور کرنے پر پتہ چلا کہ یہ سب حج نفس کی خواہش پوری کرنے کے لئے تھے کیونکہ میری والدہ نے

کہا کہ بیٹا ایک گھڑا پانی لادے تو ماں کا یہ حکم مجھے دشوار اور بھاری معلوم ہوا۔ جب والدہ کی فرمانبرداری جیسی سعادت مجھے گراں اور بری لگے اور حج کی مشقت آسان معلوم ہو تو ظاہر ہے کہ ان تیرہ حج میں میری خواہش نفس کا دخل تھا۔

(۱۷) ماں کی خدمت کو حج پر فضیلت :۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کا ارادہ کیا۔ بغداد پہنچا تو حضرت ابو حازم مکی علیہ الرحمہ کے پاس گیا جو سو رہے تھے کچھ دیر بعد آپ بیدار ہو کر مجھ سے فرمانے لگے کہ مجھے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوی تو آپ نے مجھ کو تیرے لئے پیغام دیا۔ اور فرمایا ہے کہ میں تم سے یہ کہہ دوں کہ "ماں کے حقوق کی حفاظت کرو اور تمہارے لئے حج کرنے سے بہتر ہے کہ تم اب واپس ہو جاؤ اور ماں کے دل کی رضا طلب کرو"۔ چنانچہ میں واپس ہو گیا اور حج کے لئے مکہ معظمہ نہیں گیا۔

(۱۸) باپ کی قبر پر غیبی آواز :۔ محمد بن عباس وراق علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ ایک بار باپ بیٹے دونوں مل کر سفر پر روانہ ہوے۔ لیکن دوران سفر جنگل میں باپ کا انتقال ہو گیا جسے بیٹا مجبوراً وہیں درختوں کے درمیان دفن کر کے اپنی منزل کو روانہ ہو گیا۔ واپسی میں بیٹا اسی مقام سے رات کے وقت گزرا مگر باپ کی قبر کی زیارت کے لئے نہیں گیا یکایک غیب سے آواز آئی "رات کے وقت تو جنگل کے اسی مقام سے گزر رہا ہے جہاں تیرا باپ دفن ہے لیکن اس سے کلام (یعنی سلام) کرنے کو تو ضروری نہیں سمجھتا حالانکہ ان درختوں کے بیچ وہ شخص آسودہ ہے کہ اگر اس کی جگہ تو ہوتا اور یہاں سے اس کا گزر ہوتا تو راستہ چھوڑ کر تیری قبر پر آتا اور سلام کرتا"۔

(۱۹) خدمت سے بھائی کی عبادت قبول :۔ حضرت ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک ماں کے دو بیٹے تھے جن کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ ایک رات بڑا بھائی ماں کی خدمت میں رہے تو چھوٹا بھائی عبادت الہیٰ کرے اور دوسری رات اس کے برعکس ہو یعنی چھوٹا بھائی ماں کی خدمت بجالائے اور بڑا بھائی حق تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے تاکہ دونوں کو برابر نعمتوں کا حصہ نصیب ہو۔ بڑے بھائی کو عبادت الہیٰ بہت پسند آئی تو چھوٹے بھائی سے ایک دن کہنے لگا کہ

"آج کی شب میرے لئے ماں کی خدمت اور تیرے لئے عبادت خدا کرنے کی باری ہے لیکن میری خواہش ہے کہ ہم دونوں اپنی خدمت آج بدل لیں یعنی تیری عبادت کی باری میں لے لوں اور میری خدمت والدہ کی باری تو لے لے" چھوٹے بھائی نے اسے قبول کر لیا ادھر بڑا بھائی عبادت میں مشغول تھا اسے سجدہ میں نیند لگ گئی خواب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ تیرے چھوٹے بھائی نے اپنی ماں کی جو خدمت کی اسے قبول کرتے ہوئے ہم نے اس پر رحمت فرمائی اور تجھے بھی اسی کے طفیل بخش دیا۔ بڑا بھائی خواب میں عرض کیا۔ الٰہی میں تو تیری خدمت میں مشغول ہوں اور وہ تو ماں کی خدمت میں ہے پھر یہ انجام کیوں تو ارشاد باری ہوا کہ "ہمارے لئے جو بھی عبادت کرتا ہے اس سے ہم بے نیاز ہیں لیکن تیری ماں بے نیاز نہیں بلکہ تیری خدمت کی محتاج ہے تم دونوں بھائیوں میں یہی فرق ہے"۔

(۲۰) والدین کی خدمت سے آفت ٹل گئی :۔ صحیحین اور دوسری کتب احادیث میں روایت ہے کہ اگلے وقتوں میں تین آدمی تلاش معاش کے لئے سفر پر نکلے۔ راستہ میں زور کی طوفانی بارش کے سبب ایک غار میں پناہ لئے۔ اچانک ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آکر رک گئی اور غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ ذرا سوچو اور کوئی ایسا عمل یاد کرو جو تم نے اللہ کی رضاجوئی میں کیا ہو اور اس عمل کو واسطہ بنا کر اس چٹان سے نجات کے لئے دعا مانگو ان میں سے ایک نے کہا یارب العٰلمین! میرے والد بوڑھے تھے میں شام میں ان سے پہلے کسی بچے کو دودھ نہیں پلایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں اپنے کام سے واپس آیا تو وہ سو چکے تھے۔ میں نے دودھ دوہا اور ساری رات دودھ ہاتھ میں لئے والدین کے سرہانے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور میرے بچے ساری رات بھوکے سوتے رہے۔ اے رب ذوالجلال میں نے یہ سب کچھ تیری رضاجوئی کے لئے کیا تھا تو یہ چٹان ہٹا دے چنانچہ اس دعا کے بعد ہی چٹان اس قدر ہٹ گئی کہ سورج کی روشنی اندر آنے لگی اور آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے شخص نے اپنی چچازاد بہن پر قابو پانے کے بعد بھی کسی بدکاری سے باز رہنے کا ذکر کیا تو چٹان مزید تھوڑی ہٹ گئی مگر پھر بھی وہ باہر نکل نہیں سکتے تھے۔

تیسرے ساتھی نے مزدور کی اجرت کی امانت داری کی دہائی دی تو چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی اور تینوں باہر نکل آئے۔

(۲۱) ماں کی بددعا سے پاؤں کٹ گیا :۔ مشہور عربی تفسیر قرآن "کشاف" کے مصنف علامہ جار اللہ زمخشری علیہ الرحمہ کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا جس کی وجہ آپ نے یوں بیان فرمائی کہ "یہ میری ماں کی بددعا کا نتیجہ ہے وہ اس طرح کہ بچپن میں میں نے ایک چڑیا کو پکڑا اور اس کے پاؤں میں دھاگا باندھ دیا جس کے باعث اس چڑیا کا نازک پیر کٹ گیا"۔ یہ دیکھ کر میری والدہ ماجدہ بے حد متاثر ہوئیں اور بے ساختہ کہنے لگیں "جس طرح تو نے اس معصوم چڑیا کا پیر کاٹا ہے اسی طرح تیرا پیر بھی کٹ جائے"۔ چنانچہ میں نے حصول علم کے لئے جب بخارا کا سفر کیا تو راستہ میں ایسا حادثہ پیش آیا کہ میں سواری کے نیچے آگیا اور میرا ایک پاؤں ضائع ہو گیا جو ماں کی بددعا کا ہی نتیجہ تھا۔

پتہ چلا کہ کتنے بڑے عالم و مفسر کیوں نہ ہوں والدہ کی بددعا اپنا اثر دکھاتی ہے۔

(۲۲) گستاخ بیٹے پر عذاب قبر :۔ حضرت عوام بن حوشب علیہ الرحمہ نامی ایک تبع تابعین بزرگ سے نقل ہے کہ ایک بار میرا گزر ایک ایسی بستی پر سے ہوا جس کے آخر پر قبرستان واقع تھا عصر کے بعد ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ ایک قبر یکایک شق ہو گئی اور اس میں سے ایک ایسا انسان نکلا جس کا سر گدھے کا تھا۔ اس نے تین بار زور سے گدھے کی آوازیں نکالیں اور پھر قبر میں بند ہو گیا۔ ایک عورت نے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے وہیں بیٹھی ہوئی ایک ضعیف عورت کی جانب اشارہ کیا جو سوت کات رہی تھی اور اس قبر والے کی ماں تھی۔ پتہ چلا کہ یہ بیٹا اپنی زندگی میں روزانہ شام میں شراب پی کر آتا اور طرح طرح کی بدتمیزی کیا کرتا تھا جس پر ناراض ہو کر ماں نصیحت کرتی کہ "بیٹا خدا سے ڈر، آخر کب تک اس نجس چیز کو پیتا رہے گا؟"۔ ماں کو جواب دیتے ہوئے نافرمان بیٹا کہا کرتا کہ "تو گدھے کی طرح کیوں چلاتی رہتی ہے؟"۔ جب یہ شرابی بیٹا مر گیا تو عصر کے بعد کا وقت تھا۔ اس وقت سے آج تک ہر روز بعد عصر اس کی قبر اسی طرح شق ہو جایا کرتی ہے اور جب وہ گدھے کی جیسی تین آوازیں لگاتا ہے تو اس کے بعد اس کی قبر بند ہو جاتی ہے جس کا تم نے بچشم خود مشاہدہ کیا ہے۔

پانچواں باب

عبرت انگیز اور سبق آموز متفرق حکایات

(۱) ایک رات کا بھی احسان مادری ادا نہیں ہو سکتا :۔
ایک شخص اپنی ضعیف ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرا چکا تو ساتویں حج کے بعد خیال آیا کہ شاید میں نے اس طرح حق و احسان مادری ادا کر دیا ہے۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے "سردی سخت تھی، تو ابھی بچہ تھا اور ماں کے آغوش میں سو رہا تھا کہ تو نے بول و براز کر کے بستر کو گندہ کر دیا۔ اسی وقت تیری ماں نے اٹھ کر بستر دھویا۔ غریبی کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا اس لئے پانی سے گیلے اور بھیگے اسی بستر پر شدید سردی کے باوجود تیری ماں خود لیٹ گئی اور تجھ کو رات بھر اپنے سینے پر سلائے رکھا تاکہ تجھے بھیگے بستر سے نقصان نہ پہنچے۔ تو سمجھتا ہے کہ ماں کا سب حق ادا ہو گیا مگر اے نادان! ابھی تو اس ایک رات کا بھی حق اور احسان ادا نہیں کر سکا"۔

(۲) کمبل کے دو ٹکڑوں کی سبق آموز حکایت :۔ ایک نوجوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ سے کہا کہ "بابا! ہمارے گھر میں آپ کے اس طرح رہنے سہنے سے ہمارے خاندان کا سارا انتظام بگڑ جائے گا۔ روزانہ کی اس مصیبت سے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنا ٹھکانہ کسی اور جگہ بنا لیں"۔ ضعیف باپ نے کہا "بیٹا! اس بڑھاپے میں بھلا کہاں جاؤں! اگر میرے یہاں رہنے سے تمہیں تکلیف ہی ہے تو مجھے خود تم کہیں لے جا کر چھوڑ آؤ" ۔ چنانچہ بیٹا اپنے باپ کو لے کر نکلا تو بوڑھے کے پوتے (اسی بیٹے کا بیٹا) نے کہا کہ میں بھی اپنے ابا جان کے ساتھ چلوں گا۔ بالآخر باپ، بیٹا اور پوتا تینوں چلتے چلتے جب ایک جنگل میں پہنچے تو جوان بیٹا اپنے بوڑھے باپ کو ایک پھٹا پرانا کمبل تھماتے ہوئے کہنے لگا "بس تم یہیں اپنا ٹھکانہ بنا لو اور زندگی بسر کر لو"۔
باپ کو یوں چھوڑ کر بیٹا اور پوتا دونوں مل کر واپس ہونے لگے تو کم عمر پوتے نے اپنے باپ سے کہا "ذرا ٹھہرو!" پھر اس لڑکے نے اپنے دادا کو دیئے گئے کمبل کو چھین لیا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا دادا جان کو دے دیا اور دوسرا ٹکڑا ساتھ لے

کر اپنے باپ کے پاس آگیا۔ لڑکے کی اس حرکت کا سبب باپ نے دریافت کیا کہ تم نے اپنے دادا کا آدھا کمبل کیوں لے لیا؟ تو کمسن لڑکے نے نہایت عبرت آموز انداز میں جواب دیا "اباجان! جس طرح آج تم نے جوان ہوتے ہوئے اپنے بوڑھے باپ کو کمبل دے کر نکال دیا ہے اسی طرح کل کے دن جب میں جوان ہوجاؤں گا اور تم بوڑھے ہوجائیں گے تب کمبل کا یہی نصف ٹکڑا تمہیں بھی دے کر میں اپنے گھر سے نکال دوں گا۔ اسی مقصد کے لئے میں نے یہ ٹکڑا ساتھ رکھ لیا ہے"۔ خدا نے کمسن لڑکے کی اس بات پر اس نوجوان بیٹے کو نیک توفیق دے دی اور وہ اپنے باپ سے معافی مانگتے ہوئے اسے اپنے گھر واپس لے آیا۔

(۳) باپ کی شفقت اور بیٹے کی بے رخی :۔ ایک کمسن بچہ دیوار پر ایک کوے کو بیٹھا دیکھ کر پوچھنے لگا "اباجان! دیوار پر کے پرندہ کا نام کیا ہے" باپ نے جواب دیا "بیٹا وہ کوا ہے" بیٹے نے پھر پوچھا "اباجان! اس دیوار پر کوا بیٹھا ہے" باپ نے کہا "ہاں بیٹا! وہ کوا ہے"۔ بچوں کی فطرت کے موافق وہ بچہ بار بار یہی کہتا کہ "اباجان دیوار پر کوا بیٹھا ہے" اور باپ ہر بار شفقت سے جواب دیتا کہ "ہاں بیٹا! وہ کوا ہے" حتی کہ بچے نے کوئی ایک سو مرتبہ یہی کہا اور باپ بھی ہر بار یہی جواب دیتا رہا لیکن ساتھ ساتھ باپ ایک کاغذ پر یہ نوٹ بھی کرتا رہا کہ بچہ ایک ہی بات کتنی بار دوہرا رہا ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی آگیا کہ بچہ جوان ہوگیا اور باپ ضعیف و عمر رسیدہ ہوگیا۔ بوڑھے باپ نے ایک دن اپنے جوان بیٹے سے کہا کہ "بیٹا! دیکھو وہ دیوار پر کوا بیٹھا ہے" یہ سن کر بیٹے نے کہا "ہاں اباجان! وہ کوا ہے" دوسری بار باپ نے پھر پوچھا "بیٹا! وہ دیوار پر کوا بیٹھا ہے" تو بیٹے نے بڑے ترش لہجہ میں جواب دیا "ہاں وہ کوا ہے" پھر تیسری بار جب باپ نے وہی سوال کیا تو بیٹے کو غصہ آگیا اور وہ کہنے لگا "لئی باوا! کیا کائیں کائیں لگا رکھے ہو۔ جب ایک بار کہہ دیا کہ کوا ہے تو اب بات کو ختم کرو"۔ بوڑھے باپ نے وہ لکھا ہوا پرانا کاغذ نکالا اور کہا "بیٹا! یہ پڑھو۔ تم نے کمسنی میں سو مرتبہ کہا تھا کہ "اباجان وہ کوا ہے" تو میں نے ہر بار بڑے پیار و محبت سے تمہیں یہ جواب دیا تھا کہ "ہاں بیٹے وہ کوا ہے" اور جب میری باری آئی تو افسوس کہ دو مرتبہ ہی میں تم مجھ پر برہم ہوگئے۔

(۴) بیٹے کا ظلم اور ماں کی ممتا :۔ بیوہ ماں نے بڑے ارمانوں کے ساتھ اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی دھوم سے رچائی اور بہو کو گھر لے آئی۔ بہو نے یہ دیکھا کہ میرا شوہر اپنی ماں کا بے حد خیال رکھتا ہے تو اس نے جھوٹے الزامات اور بدگوئی کے ذریعہ ماں سے بیٹے کو بدظن کرنا شروع کر دیا۔ بیوی کی محبت میں اندھے شوہر کے دل میں ماں کی عظمت جاتی رہی۔ بالآخر ایک دن بیوی کے اصرار پر اس نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے گھر سے نکال دیا اور کسی عزیز رشتہ دار کے مکان میں لیجاکر رکھ دیا لیکن بیوی کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ بیٹا کبھی کبھی اپنی ماں کی خبر گیری کے لئے جایا کرے بہرحال ماں بیٹے کی ملاقات پر روک لگانے میں بیوی کسی طرح کامیاب ہو گئی۔ شک بھری عورت نے اس بدبخت شوہر کو اس بات پر بھی بعد میں راضی کر لیا کہ بیٹا ایک دن اپنی ماں کو قتل کر دے اور اس کا دل لاکر بیوی کو دکھائے تاکہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" کے مصداق ماں بیٹے کے ملنے کی اب کوئی صورت ہی نہ باقی رہے۔ بیوی کی غرض مند محبت میں گرفتار شوہر نے سارے انسانی اقدار کو خیرباد کہتے ہوئے ایک دن اپنی ماں کو آخر کار قتل ہی کر ڈالا اور ماں کا دل نکال کر بیوی کو دکھانے کے لئے جلدی جلدی گھر جارہا تھا کہ راستہ میں کسی پتھر سے ٹھوکر لگی اور نیچے گر پڑا۔ دوسری جانب ہاتھ سے گرے ہوئے ماں کے دل سے پیار بھری آواز آئی "بیٹا! تجھے کہیں چوٹ تو نہیں لگی ہے؟"۔ ایک ماں کی خداداد ممتا سے واقعی یہ بات کوئی بعید نہیں۔

نوٹ :۔ یہ فقہی مسئلہ درمختار میں لکھا ہے کہ اگر اولاد اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کا بھی قتل کر دے تو شریعت میں حکم ہے کہ ایسی اولاد کی نماز جنازہ ہی نہ پڑھی جائے یعنی مغفرت کی اس کے لئے دعا ہی نہ کی جائے۔

(۵) مغربی تعلیم یافتہ بیٹے کے ہاتھوں باپ کی توہین :۔

ایک صاحبزادے یورپ میں اعلیٰ تعلیم سے فراغت حاصل کر کے اپنے وطن واپس ہوئے تو ان کے شفیق والد نہایت فخر و ناز کے ساتھ اپنے فرزند کا استقبال کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن پہنچے۔ ریل سے اترتے ہی لندن پلٹ مسٹر وہاں منتظر اپنے احباب سے Hello, Hello کہتے ہوئے ہر ایک سے Shake-Hand کرتے جارہے

تھے۔اپنے عمر رسیدہ ضعیف والد سے بھی برخوردار نے جب اسی انداز میں ملاقات کی تو احباب نے پوچھا کہ "یہ بڑے میاں کون ہیں" تو لائق فرزند نے جواب دیا کہ "یہ ہمارے ایک قدیم یار ہیں" یہ سنتے ہی والد صاحب غضب سے آگ بگولہ ہوگئے اور عین غصہ کی حالت میں بے ساختہ پکار اٹھے "میں اس کا یار نہیں بلکہ اس کا ماں کا یار ہوں" اور اپنے گھر تن تنہا واپس ہوگئے۔بے پروا صاحبزادے نے اپنے باپ کے گھر جانے کے بجائے کسی اعلیٰ عصری ضروریات سے آراستہ ماڈرن ہوٹل میں قیام فرمایا۔ مشہور شاعر اکبر الٰہ آبادی نے اسی موقع پر بڑا سبق آموز یہ شعر کہا تھا جو آج بھی بڑا مقبول اور زبان زد ہو گیا ہے۔

ہم ایسی سب کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جنکو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

یعنی ایسی تعلیم اور تہذیب سے بھلا کیا فائدہ کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے بیٹے اپنے باپ کو ادنیٰ سمجھنے لگیں اور والدین کے ادب واحترام اور خوش سلوکی کو پامال کر ڈالیں۔

قدموں میں جنت

مل گئی جس کو ماں کی شفقت ہے
اس کو حاصل ہر ایک نعمت ہے
صوفی اعظم نبی کا ہے فرماں
"ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے"

قرآن وحدیث کی روشنی میں

والدین کی اطاعت و خدمت اور نیک سلوک کیلئے

اولاد پر عائد کئے گئے فرائض کا

اسلامی منشور

(۱) والدین کے ساتھ سچی دلی محبت رکھو۔ والدین چاہے جوان ہوں یا عمر رسیدہ، قوی ہوں یا ضعیف، صحت مند ہوں یا مریض حتی کہ مسلمان ہوں یا کافر و مشرک ہر حال میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

(۲) والدین کی خدمت اور تابعداری میں کوئی کوتاہی نہ کرو کیونکہ ان سے حسن سلوک کی بدولت رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔

(۳) اپنی ہر بات اور ہر عمل سے والدین کی تعظیم و تکریم کرو اور ہمیشہ ان کی عزت و احترام کا خیال رکھو۔

(۴) بات چیت اور اٹھنے بیٹھنے میں والدین کا ادب کرو۔ ان کے ساتھ بچوں جیسی نرمی اور محبت کے ساتھ کلام کرو۔

(۵) والدین کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔ ان سے بات اسی طرح کرو جیسا کہ ایک ملازم یا خادم اپنے آقا سے بات کرتا ہے۔

(۶) والدین کا نام لے کر نہ پکارو۔ بلکہ ادب سے مخاطب کرو (البتہ وہ سامنے نہ ہوں تو باادب نام لے کر ان کا ذکر جائز ہے)

(۷) والدین سے کبھی کھنچ کر نہ رہو بلکہ ان کو کسی بات پر غصہ آجائے تو ہر طرح برداشت کرو۔ حتی کہ وہ اولاد پر زیادتی بھی کریں، پھر بھی کسی حال میں ان کا دل نہ دکھاؤ۔ ان کی کسی سخت و درشت بات کے جواب میں "اف، تف یا ہوں" کا لفظ تک زبان پہ نہ لاؤ۔

(۸) راستے میں والدین سے آگے آگے نہ چلو کہ خلاف ادب ہے۔
(۹) والدین کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے میں جہاں تک ہوسکے اپنا مال اور اپنی جان ان پر صرف کرو۔
(۱۰) اگر کہیں سے کھانے پینے کی چیزیں لاؤ تو سب سے اچھا کھانا پہلے والدین کی خدمت میں پیش کرو۔
(۱۱) اگر والدین اپنی ضرورت کے لئے اولاد کے مال و سامان میں سے کوئی چیز لے لیں تو ہرگز برا نہ مانو اور ناراضگی ظاہر نہ کرو بلکہ یہ سمجھو کہ میں اور میرا مال سب کچھ والدین کا ہی ہے۔
(۱۲) اولاد کا اپنے والدین کو اپنے کسی قول و فعل سے اذیت و تکلیف دینا گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونا ہے جو خدا کے قہر اور عذاب دوزخ کا مستحق بناتا ہے اس لئے انہیں نہ تم دکھ پہنچاؤ اور نہ ہی کسی شخص کی جانب سے انہیں آزار پہنچانے کا تم باعث بنو۔
(۱۳) خدا نہ کرے والدین کسی بد مذہبی یا گناہ میں گرفتار ہوں تو نرمی کے ساتھ ان کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کرو۔
(۱۴) شرعی مخالفت نہ ہو تو کسی کام میں والدین کی مخالفت نہ کرو بلکہ ہر جائز کام میں ان کے احکام کی فرمانبرداری کرو۔
(۱۵) والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے غسل، تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ و تدفین وغیرہ کے سارے انتظامات و مصارف انجام دو۔
(۱۶) والدین کے لئے ہمیشہ مغفرت کی دعائیں کرتے رہو۔
(۱۷) تلاوت قرآن پاک اور اپنی نفل عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ہمیشہ والدین کی روحوں کو پہنچاتے رہو۔
(۱۸) کھانوں اور شرینی وغیرہ پر فاتحہ دیکر یا صدقات کے ذریعہ والدین کی ارواح کو ہمیشہ ایصال ثواب کرتے رہو۔
(۱۹) والدین کے ذمہ کسی کا کوئی قرض ہو تو جلد از جلد اسے ادا کر دو۔
(۲۰) والدین نے حج نہ کیا تھا تو ان کی طرف سے خود حج کر دو یا حج بدل کراؤ۔

(۲۱) جن جائز کاموں کی والدین نے وصیت کی تھی ان پر عمل کرو۔

(۲۲) جن کاموں سے والدین کو زندگی میں تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کرو۔ ورنہ اس سے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔

(۲۳) والدین نے جن لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا ان سے ترک تعلق کرو اور جن لوگوں سے ان کے تعلقات ہوں ان سے تعلق رکھو۔

(۲۴) والدین کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اکرام و احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہو۔

(۲۵) والدین کے معاملہ میں مخالفوں پر ایسا ہی غصہ کرو جیسا اپنی ذات کے لئے کرتے ہو۔

(۲۶) کبھی کبھی کم از کم ہفتہ میں ایک بار خصوصاً جمعہ کے دن والدین کی قبروں کی زیارت کے لئے جایا کرو۔

(۲۷) والدین کے مزاروں پر فاتحہ اور ممکن ہو تو سورہ یٰسین درود و سلام پڑھ کر ان کی روح کو بخشو بلکہ ان کی قبروں کے راستے سے سلام و فاتحہ کے بغیر نہ گزرو کیونکہ والدین کی زیارت اور ان پر اولاد کے فاتحہ، سلام و دعا سے ان کی ارواح خوش ہوتی ہیں اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کے اطباق میں رکھ کر ان کو پیش کرتے ہیں جس سے والدین خوش ہو کر دعا دیتے ہیں تو اولاد کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔

لیکن خبردار یہ یاد رکھو

(۱) فرائض کو ترک کرنے کے بارے میں والدین کے حکم کی اطاعت مت کرو۔

(۲) والدین کسی ایسے کام کے لئے حکم دیں جو خلاف شرع ہو جیسے "نماز، زکوۃ، حج اور اللہ تعالیٰ کی نذر وغیرہ کو ترک کرنے کا حکم" تو ایسے حکم کی تعمیل نہ کرو۔

(۳) والدین کے حکم سے کسی حرام کام کا ارتکاب ہوتا ہو جیسے زنا، شراب نوشی، قتل، زنا کی تہمت لگانا، ناجائز مال لینا یا چوری و ڈاکہ وغیرہ تو ایسے کسی حکم کی اطاعت نہ کرو۔

(۴) والدین کی فرمانبرداری کے لئے نفل عبادات کو ترک کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ افضل ہے۔

(۵) جو سفر واجب نہیں اس کے لئے والدین کی رضامندی کے بغیر مت جاؤ۔

(۶) والدین کی رضامندی کے بغیر جہاد پر بھی نہ جاؤ۔

(۷) والدین خدانخواستہ کافر یا منافق بھی ہوں تب بھی ان کا حق ادا کرو اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔

(۸) لیکن والدین جب خدا اور رسول کے مقابل ہو جائیں تو اس وقت والدین کا کوئی لحاظ نہ کرو۔

جیسا کہ غزوہ احد میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حق پدری کا لحاظ کئے بغیر اپنے باپ جراح کو قتل کر دیا اور غزوہ بدر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبد الرحمن کو قتل کر دینے کا چیلنج دیا جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔

ماخذ

فہرست کتب جن سے مضامین ماخوذ ہیں

قرآن مجید۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر خازن۔ تفسیر روح المعانی۔ تفسیر کشاف۔ در منثور۔ تفسیر عزیزی۔ اعظم التفاسیر۔ اشرف التفاسیر۔ بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ۔ مسند امام احمد۔ بیہقی۔ طبرانی۔ دیلمی۔ دار قطنی۔ حاکم۔ حکیم۔ مستدرک۔ ابونعیم۔ ابوامامہ۔ خطیب۔ ابوالشیخ۔ شعب ایمان۔ رافعی۔ بزار۔ ابن عساکر۔ ابن منیع۔ ابن ابی شیبہ۔ ابن حبان۔ ابن النجار۔ ابن جریر۔ ابن ابی عاصم۔ ابن عدی۔ ابن مردویہ۔ ابن السنی۔ مسند ابویعلیٰ۔ خرائطی۔ فتح الباری۔ زرقانی۔ مسالک الحنفا۔ راغب۔ مفردات۔ در مختار۔ رسائل ستہ۔ نزہتہ المجالس۔ تذکرۃ الاولیاء۔ مثنوی مولانا روم۔ سیرۃ المصطفیٰ۔ شمول الاسلام لآباء الرسول الکرام۔ خزینۃ الاصفیاء۔ قلائد الجواہر۔ تحفہ رحیمی۔ تعلیم الاخلاق۔ عیون الحکایات۔ قاموس۔ تجلیات بغداد۔